UNIVERSAL LIBRARY

OU_224704

UNIVERSAL LIBRARY

قنالحو اتنا سلوا

اصلاحِ حیات

مؤلفہ

مولوی محمد عبدالقادر صاحب حیدرآبادی مددگار صوبہ دار شرقی

۲۵ رماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۴ ہجری

مطبع مقننِ دکن حیدرآباد دکن میں چھاپی گئی

فہرست اصلاح حیات

فصل	مضمون	صفحہ
۱	شادی کرنے کا فایدہ اور اوسکی اصلی غرض۔	۱
۲	کس عمر مین شادی کرلی چاہیئے۔	۱۳
۳	بیوی کے انتخاب اور پسند کرنے کا قاعدہ۔	۲۵
۴	میان بیوی مین سچی اور لازوال محبت کی تشریح۔	۳۹
۵	مرد کو کس عورت کی ساتھہ شادی کرنے سی پرہیز کرنا چاہیے	۴۶
۶	عورت کو کس مرد کیساتھہ شادی کرنے سی پرہیز کرنا چاہیے	۶۸
۷	خواہش نفسانی کا بیجا استعمال۔	۷۹
۸	عورت کو حمل سی باز رکھنا۔	۹۲
۹	پاکدامنی کی ساتھہ زندگی بسر کرنے کا قاعدہ۔	۹۹
۱۰	اولاد کی خواہش اور محبت۔	۱۱۸
۱۱	اولاد مین جوہر وصلاحیت پیدا کرنیکا قاعدہ۔	۱۲۷
۱۲	حمل قرار پانیکی لئے کونسا موسم وفصل بہتر ہے۔	۱۴۲
۱۳	حمل کے زمانہ مین عورت کو اسطرح زندگی بسر کرنی چاہیئے	۱۴۹
۱۴	دودہ پلانیکی زمانہ مین عورت کو زندگی کسطرح بسر کرنی چاہیئے	۱۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً[1]

حمد وثنا کا وہی خالق برحق مستحق ہی جسنے محض اپنی کرم سی علاوہ بیشمار نعمتون کے ہمارے فایدہ کیواسطی ہماری تمدنی حالت کا شیرازہ نکاح کو بنایا اور بیشمار وبیحد صلوۃ و سلام کی مستحق حضرت خاتم المرسلین رحمت عالم وعالمیان محمد مصطفےا صلی اللہ علیہ وسلم ہین جنہون نی سوا ہر قسم کی فوائد

---

(۱) ترجمہ پس اوسکو جلائینگے اچھی زندگی۔ اس آیت کی تفسیر مین منقول ہی کہ حضرت عمر نی حیات طیبہ سی اچھی بی بی مراد لی ہی اور فرمایا ہی کہ سب نعمتون مین بڑی نعمت یہ ہی کہ اچھی بی بی ہو

وفیض رسانی کے اس شیرازہ مبارک کی تکمیل کی اور جو اس
سے خدا کا مقصود و مرضی تھی اوسکو پورا کیا اور ہر موقع اور ہر محل
پر اپنی مکمل اور پر اثر فصیح و بلیغ حکمت آمیز و برکت خیز ارشادات
سے رہنمائی فرمائی۔

قاعدہ ہی کہ جو امر بہت کثرت سے خلائق کے استعمال میں
آتا ہی وہ عادت مین داخل ہوجاتا ہے اوسکی **عظمت**
نظرون مین سماجاتی ہے اور خالق کی حکمت اور اصلی غرض پر
عوام کی نظر نہین جاتی، اوسکا معقول اہتمام موقوف ہوجاتا ہے
لاکھون مین دو چار ہی لوگ ایسے نکلینگے کہ وہ اون **مقاصد**
کو اوس **حکمت** کے ساتھہ غور سے دیکھتے ہون جو میان بیوی
کے مبارک تعلق سے خالق عزوجل نے محض اپنے کرم سے انسان
کی بھلائی کیواسطے قائم فرمائے ہین جو **انسانیت** اور
حیوانیت کا فرق و امتیاز بتارہے ہین جو شخص دانشمند
اور ذہین ہی وہ اس تعلق کو اون مقاصد کے حاصل
کرنے کے واسطے سمجھہ بوجھکر پیدا کرتا ہے اور اون **قواعد**

معقول کی رو سے اچھی مبصر جوہری کی طرح پرپرکھ لیتا
ہے اور سمجھہ لیتا ہے کہ جس سے مین تعلق پیدا کرتا ہون اوس سے
تعلق کی وہ غرض جس کے واسطے خالق نے اس تعلق
کو وضع کیا ہے اچھی طرح حاصل ہو سکتی ہے یا نہین - اور جو
غبی اور احمق ہین وہ اس مسعود تعلق کے اصلی مقاصد
اور فوائد کو نہین سمجھتے بلکہ نکاح کو بھی خواہش نفسانی
کے پورا کرنے کا ایک ذریعہ یا دل بہلانے کا ایک کہیل
سمجھہ لیا ہے اور نکاح کی حکمت و عظمت کو ایک لخت
نظر انداز کر دیا ہے جسقدر لوگ ایک گہوڑے کی خریداری مین ہوشیاری
کام مین لاتے ہین اوسقدر بہی میان بیوی کے انتخاب
مین ہوشیاری کام مین نہین لاتے اور نہ اولاد کے حقوق
ذاتی کا خیال رکہتے ہین کہ احمقانہ تعلق پیدا کرنے سے اولاد کا
کیا حال ہوگا جسکے واسطے یہ تعلق نکاح خالق برحق اور اوسکے
قانون قدرت کی موضوع کیا ہے نہ دور اندیشی اور عاقبت بینی
سے اپنی راحت و آرام کا لحاظ رکھتے ہین - حالانکہ اس باب مین

نہ صرف حکمار کے بنائے ہوئے قواعد موجود ہین بلکہ خدا
اور پیغمبر خدا کے بھی قواعد بنائے ہوئے موجود ہین مگر
افسوس ہی کہ ایسے بڑے اور اہم اور عظیم بالشان کام
پر جو تمدن کا شیرازہ ہی اور جسکی نسبت خدا اور اوسکے
رسولون نے قواعد ایک خاص اہتمام کے ساتھہ بنائے ہین
آج کل کوئی توجہ نہین کرتا اور اسی عدم توجہی سے میان
بی بی مین جہگڑے اور فساد ہر وقت موجود رہتے ہین راحت
مفقود ہو جاتی ہے گھر راحت خانہ سے زحمت خانہ بنجاتا ہی
بجائے الفت کی نفرت ہو جاتی ہے اور مرد سیاہ کاری مین
اپنی راحت سمجھتا ہی اور اپنے ساتھہ اپنے اولاد کو بھی اپنا برا نمونہ
دکھا کر سیاہ کار اور بی اعتدال بنا دیتا ہی اور اسوجہ سے نسلین
کی نسلین خراب ہو کر انسانیت کا وجود مفقود کر دیتی ہین اور
یہ ہی سبب ہی کہ آج کل دنیا مین سیاہ کاری اور بی اعتدالی
کا ایسا غلبہ ہی کہ ایسی معیوب چیز لوگون کی نظر مین معیوب ہی
نہین رہی اور ہر شخص اوسکو راحت کا ذریعہ خیال کرنے لگا

اگر قواعد انتخاب میان بی بی پر جو قانون قدرت کی مطابق
ہین عمل کر کے نکاح کیے جاتے اور خدا کی مرضی پوری کیجاتی
تو میان بی بی آپسمین عاشق و معشوق ہوتے ایک دوسرے
پر جان دیتا میان بی بی پر اور بے بے میان پر فدا و عاشق رہتی
اور زندگی کی سچی خوشی حاصل ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو یہ ارشاد فرمایا ہی کہ میری بے بے میری آنکھ کی ٹھنڈک
ہی اس سی یہ ہی مراد ہے کیونکہ بغیر محبت و اشتیاق کے
کسیکو دیکھنے سی نہ آتش شوق و ذوق پیدا ہوتی ہے نہ آنکھ
ٹھنڈک پڑتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ حیات طیبہ کے
ساتھ جلاؤ نگا یہ اشارہ کرتا ہی کہ اچھی زندگی بڑی نعمت
ہی اور وہ ان قواعد کی تعمیل پر منحصر ہے مگر افسوس ہے کہ آج
کل کوئی حکم خدا اور اوس کے قانون قدرت اور رسول اور
اون کی ہدایتون اور حکمار کے اقوال پر کاربند نہین ہوتا ہے
نہ انجام پر نظر کرتا ہی۔
جو لوگ بنی آدم کے خیرخواہ اور فاجو ہین انکا دل ایسی

بالتون سی جلنی لگتا ہی اور دلسوزی اور ہمدردی کچھہ کہنی
پر مجبور کرتی ہی مین ایک مدت سی اوس نقص و نتایج سی آگاہ
ہوگیا تہا جو قواعد انتخاب بیان بی بی کی خلاف ورزی اور
سیاہ کاری اور بی اعتدالی سی پیدا ہوتی ہین اور اوس کے
علاج کی تلاش مین تہا جو یندہ یابندہ کسی کا کیسا سچا
قول ہی خدا کی میری رہنمائی کے لیے ایک کتاب مجھہ تک پونہچادے
جو ایک بڑی پاک دل ڈاکٹر کوون ایم ڈی نے اپنی
قوم کی توجہ کیواسطے قواعد نکاح اور اوسکی متعلقات مین اصول
علم ابدان اور قوانین قدرت کی روسی لکھی ہی اس کتاب
کو دیکھکر میرا دل بے اختیار ہوگیا اور اپنی ملک کی حالت پُر
مصیبت و پُرذلت کا نقشہ آنکھہ مین کھنچ گیا اور یقین ہوگیا
کہ یہہ اوباشون اور عیاشون کی ہجوم یہ سیاہ کاری اور بی اعتدالی
کی دہوم - اولاد کا کمزور و ناتوان و غبی و سست و کاہل ہونا
احمقون کی کثرت عقلمندون کی قلت علم و ہنر کے سیکھنے کی
صلاحیت اور کمالات کی طرف توجہ کا نہ ہونا فحش و بیحیائی

مین مبتلا ہو جانا اور طرح طرح کی امراض و آزارون مین
جان کنی کی حالت مین رہنا یہ سب اون ہی قوانین خدا و رسول
اور قواعد حکمار کی خلاف ورزی کی سزا ہین جو پاکدامنی کے
ساتھہ زندگی بسر کرنے کے باب مین مقرر ہوئے ہین۔
اس کتاب لاجواب نے میرے دلمین ایک بڑے جوش کے
ساتھہ یہ ولولہ پیدا کر دیا کہ اسکی مفید مطالب کو اپنے ہم قوم
اور ہم ملک بھائیون کی غور و توجہ کیواسطے سلیس اردو زبان
مین ایسی طرز مین تیار کردن کہ ہر ایک شخص بخوبی سمجھہ سکے۔ لہذا
مین نے ایسا ہی کیا اور اس کتاب کا نام بلحاظ مضمون
اصلاح حیات رکھا اس کتاب مین علم ابدان کی
رہنمائی سے عورت و مرد کی بیاہ کی عمر اور میان بیبی کے انتخاب
کرنے کی قواعد اور اولاد کا طریق تربیت زمانہ حمل اور ایام رضاعت
مین کہ جس سے اولاد قوی اور صحیح المزاج و عقیل و ذہین اور
اولو العزم اور ذی جوہر و ذی صلاحیت پیدا ہو اور مقاربت
کی قواعد اور پاکدامنی کے ساتھہ زندگی بسر کرنے کے طریقے

ایسی بیان کئی گئے ہین جو بالکل قانون قدرت کی موافق اور انسان
کی فطرت کی مطابق ہین نیز اون کی خلاف ورزی مین جو ضرر
جسمانی و دماغی انسان کو پہونچتا ہی وہ بہی بصراحت بیان
کیا گیا ہی اس کتاب مین ایسی تمام مسائل بیان کئی گئے ہین
کہ ہر ملت و مذہب کی لوگون کی لئی ازبس مفید ہین اب مین خدا سی یہ التجا کرتا
ہون کہ تو اپنی کرم سی اپنی بندون کو اس کتاب پر عمل کرنے
اور اپنی اصلاح کی توفیق عطا کر۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (۱)

تاریخ ۲۵ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ

الراقم خادم القوم

محمد عبد القادر مددگار صوبہ دار شرقی

---

(۱) ای رب ہماری قبول کر ہم سی تحقیق تو سننی والا اور جاننی والا ہے ۔

فصل اول

تناکحوا تناسلوا(۱)

شادی کرنیکا فائدہ اور اسکی اصلی غرض

آج کل بعض مردون مین مجرد رہنے کی رغبت بڑھتی جاتی ہے اور تجرید کی طرف زیادہ خواہش ہو رہی ہے جسکا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ عورتین کنواری بیٹھی ہین مجرد رہنیکے فوائد اور شادی نہ کرنے کی نفع بہت سے پیش کئے جاتے ہین اور

(۱) اس حدیث کے معنے یہہ ہین باہم نکاح کرو اور نسل چلاؤ ۔ اس حدیث کو اسواسطے اس فصل کا عنوان بنایا کہ یہہ دو لفظ ایسے بلیغ اور حکمت آمیز ہین کہ ہزارون اوراق کی عبارت سے زیادہ موثر ہین۔

بڑی بڑی دلیلین بیان کیجاتی ہین جو درحقیقت بے بنیاد و لو سر و پا ہین بڑی سے بڑی اور مشہور دلیل یہہ بیان کیجاتی ہے کہ اسقدر روپیہ کہان کہ ہم اپنی بیوی کی پوری خبرگیری کرین اور اتنی بڑی آمدنی کہان کہ شادی کرلین اور بیوی بچون کو آرام و آسایش مین رکھین ـ ایک کم تنخواہ کا جوان مرد صرف اسی خوف سے شادی نہین کرتا کہ بعد شادی کے اوسکی تنخواہ بیوی اور بچون کے لئے مکتفی نہ ہوگی (۱) مگر غور کیا جاے تو یہہ دلیل چندان التفات کے قابل نہین ہے خاصکر ایسی حالت مین جبکہ وہی کم تنخواہ کا جوان مرد جو کمی آمدنی کی وجہ سے شادی نہین کرتا ہے اور اپنا روپیہ نفسانی خواہشون کے حصول مین اور جھوٹے دوستون کے جلسون مین صرف کرتا ہے اور اپنا اسقدر روپیہ بداعتدالیون اور سیاہ کاریون مین خرچ کرتا ہے جو ایک نیک بیوی کی خبرگیری کے لئے اچھی طرح مکتفی ہوتا ـ ظاہر ہے کہ بیوی بہ نسبت اورون کے اوسکی زیادہ غمگسار و صلاح کار اور خیرخواہ ہوگی ـ

ایسے جوان مردون کو جنکی خواہش نفسانی بڑھی ہوی ہے

(۱) بانیٔ اسلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ جو افلاس کے خوف سے نکاح نکرے وہ ہم مین سے نہین ہے یہہ حدیث ابو منصور دیلمی سے مروی ہے

اور جو شراب خواری اور تاڑی وسیندہی پینے اور نشہ بازی کی عادی ہین اور جو ٹھیک ٹھیک مصیبت کی راہ چلتی ہین ضرور ہے کہ ایک کفایت شعار بیوی کے ساتھہ شادی کرلین اور طریقہ خوش گذرانیکا اختیار کرلین اور پھر ملاحظہ فرماوین کہ جسقدر روپیہ اونکا اون لغویات ذہرافات مین صرف ہوتا تھا وہ اس نئی زندگی یعنے بیوی بچون کے ساتھہ آرام وآسایش سے بسر کرنیکو کافی ہوتا ہے یا نہین !

ہم یہہ فتوی دیتی ہین اور یہہ فیصلہ لکھتے ہین کہ وہ جوان مرد نسبت حالت تجرید کے اس حالت مین زیادہ تر خوش وخرم رہینگے ۔

بعض مرد اس خیال سے شادی کرنے سے ڈرتے ہین کہ کہین ایسی عورت نہ ملجاوے جو اپنی طبیعت ومزاج کے موافق نہ ہو اور جسکے باعث سے پر راحت زندگی مصیبت مین نہ پڑجاوے اور جب کبھی شادی کرنے کی خواہش دل مین ہوتی ہے تو اون کی وہ خواہش اوسوقت جاتی رہتی ہے جبکہ وہ اپنے خاندان اور پاس پڑوس کے میان بیوی کی جوتی پیزار ۔ بات بات پر تکرار جھگڑے بکھیڑے اور نا اتفاقی کو دیکھتے ہین ۔ اون کی وہ دلی خواہش یہان تک زایل ہوجاتی ہے کہ وہ شادی کے نام سے کوسون بھاگتے ہین

اور شادی کرنے کو ایک خطرناک و پر آفات راہ سمجھتے ہین - لیکن ہم ایک نیا طریقہ بیوی کے انتخاب اور پسند کر کے شادی کرنے کا ایسا عمدہ اس کتاب مین لکھ دیتے ہین کہ جسقدر اوسپر عمل کیا جاے گا اسیقدر ان آفتون سے نجات ملیگی اور افسوسناک وہ خرابیان جو آنکھ بند کر کے شادی کر لینے سے پیدا ہوجاتی ہین ہرگز صورت نہ دکھائینگی -

سچ پوچھیے تو شادی جوان مرد کے لیے ایک ضروری امر ہے خالق برحق کے قانون قدرت کا عین منشا ہے - بغیر شادی کے زندگی خوشی اور لطف اور خدا کی سجائی ہوئی دنیا کی نعمتون سے بہرہ ور ہونے مین کما ینبغی حاصل ہی نہین ہوسکتی ہے کنوارے کی زندگی مین اسقدر لطف و خوشی اور آرام و آسایش نہین ہے جسقدر بیاہے کی زندگی مین ہے - اور یہ امر اسقدر بدیہی ہے کہ جسکے ثبوت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہین ہے مشاہدات اور روزانہ تجربے اسکے ثبوت کی باواز بلند شہادت دیتے ہین - گویا وہ انسان جو اپنی مناسب عمر مین شادی نہین کرتے ہین انسان ہی نہین ہین اور وہ مرد جو اپنے مناسب سن مین بیاہ نہین کرتے مرد ہی نہین ہین -

جبکہ زندگی سے اصلی خواہش اور بڑی غرض یہہ ہے کہ اوس سے یہی خوشی اور آرام و آسایش حاصل ہو تو اسکے حصول کے لئے **شادی** ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ مرد کو یا عورت کو اگر اپنی زندگی کا لطف اٹھانا اور آرام و آسایش حاصل کرنا منظور ہو تو **شادی** کرے آج کل کے زمانہ مین چونکہ میان بیوی مین **جوتی پیزار** جھگڑے بکھیڑے اور نا اتفاقی کی باتین اسقدر ہوتی ہین کہ اس سے ہمارے اس خیال مین کہ **شادی** حصول خوشی و آرام و آسایش کا بڑا ذریعہ ہے غالباً شبہہ اور شک پیدا ہوگا اور ہمارا یہہ خیال بے سرو پا معلوم ہوتا ہوگا لیکن چونکہ یہہ خرابیان اور **نا اتفاقی** اور بات بات پر تکرار ایسے اسباب کے نتایج ہین جو سعی و کوشش سے اور اوس طریقہ پر عمل کرنے سے جو آگے لکہا جاویگا رفع دفع ہو سکتی ہین تو ہمارے اوس خیال کی **صداقت** مین کچھ فرق نہین آسکتا ہے۔

یہی خوشی اور آرام و آسایش حاصل کرنے کے لئے **صحت و تندرستی** ایک دوسرا بڑا ذریعہ ہے اور بغیر صحت کی زندگی کے لطف اور وبال جان ہو جاتی ہے کسی نے خوب کہا ہے تندرستی ہزار نعمت ہے

حالت تجرید جو قانون قدرت کی برخلاف ہی صحت تندرستی
کو نقصان بخشتی ہی۔ مجرد رہنا مضر صحت ہی عمر کو گھٹاتا ہے اموات کی
فہرستون اور تختون کی مشاہدہ سے یہہ ظاہر ہوا ہے کہ جتنے لوگ
دنیا مین بڑی عمر کو پہونچے ہین انمین سی ایک بھی مجرد نہ تھا۔
یہہ ایک مشہور اور عام پسند خیال ہی کہ بہت سارو پیہ جمع کرنا اور
مال و دولت پیدا کرنا آرام و آسایش اور لطف زندگی حاصل کرنیکے
ذرایع ہین اس صورت مین بھی بہ نسبت حالت تجرید کے شادی
کرنے مین زیادہ آسانی ہے ہمیشہ دیکھا گیا کہ عالم تجرید مین روپیہ
فضول و بیجا خرچ کرنیکے سامان و اسباب بہت موجود ہوتے ہین اور
شادی کرنے سی کفایت شعاری اور خوش گذرانی پیدا ہوتی ہی
اور کفایت شعاری بڑی نعمت ہی جس سی روپیہ جمع ہوتا ہی اور
ملک و متاع خوشی کی ساتھہ مہیا ہوتے ہین غرض ہمارا مطلب اور
ہمارا مقصود شادی کرنے سی بہ نسبت مجرد رہنی کے بہ آسانی حاصل
ہوتا ہی کیونکہ شادی روپیہ پیدا کرنے کی طرف رغبت دلاتی ہی
اور تجرید یہہ رغبت نہین دلاتی۔ مال و دولت جمع کرنے کے لئی ایک

خاص قوت کا بھی اثر درکار ہے جو کہ ہر ایک انسان کے دماغ مین فطرت
نے کم و بیش پیدا کیا ہے اوسی قوت کا نام ملکہ سلیقہ ہے شادی کرنے
سے اس ملکہ کو تحریک ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ پھر اوسمین ترقی ہوتی ہے
اور وہ کمال کو پہونچتا ہے یہہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ **جوان مرد شادی** کرنے
سے پہلے جسطرح اپنی اوقات کو ضایع کرتے ہین اوسیطرح اپنی مال و دولت
پر بھی پامالی پھیرتے ہین فضول خرچی پر کمر باندہکر اپنا روپیہ بے موقع اڑاتے
ہین - اور بدکاری کے سبب کاہل ہوجاتے ہین اور رفتہ رفتہ محنت
و جفاکشی کو آسیب سمجھکر اوس سے ڈرتے ہین اور دور بھاگتے ہین
یہہ ہی سبب اونکی افلاس کا ہوتا ہے - اون صاحبون کو بھی جنکا یہہ
خیال ہے کہ مال و دولت پیدا کرنے سے لطف زندگی حاصل ہوتا ہے
ضرور ہے کہ کفایت شعار عورت سے شادی کرین گو وہ عورت مالدار نہ ہو
تنہا کہانا کہا لینے سے انسان کو بھوک کے رفع کرنے پر تو کامیابی حاصل
ہوتی ہے لیکن جو خوشی اور لطف وغیرہ اپنی بیوی بچون کے ساتھ کہانا
کہانے سے حاصل ہوتا ہے اوس سے وہ ناکام رہتا ہے بعد شادی کے جب اولاد
ہوتی ہے اور ان سے جو لطف و زندگی اور سچی خوشی حاصل ہوتی ہے اوسکو

ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہی۔)

شادی انسان کی اوصاف جمیلہ کو ترقی دیتی ہی اور خانہ داری اور آداب منازل اور خوش گذرانی اور خوش اخلاقی کی شوق کو جوش مین لاتی ہی شادی کرنے سی انسان نیک چلن کفایت شعار اور پاک دامن عفت مآب بنجاتا ہے[1] اور صفات انسانیت سی متصف ہوجاتا ہی شادی کی اصلی غرض یہہ ہی کہ انسان کی اولاد[2] ہو اور اوسکی زندگی آرام و آسایش مین بسر ہو سچی خوشی حاصل ہو اور راحت ملی لیکن

(۱) اسیواسطی حدیث مین آیا ہی کہ نکاح نصف دین ہی۔

(۲) امام حجت الاسلام محمد غزالی رح نے اپنی کتاب احیاء علوم مین نکاح کی مقاصد و فوائد مجملاً پانچ بیان فرمائی ہین اول اولاد کا ہونا دوسرے خواہش نفس کو دبانا تیسرے انتظام خانہ داری۔ چوتھی اپنی گروہ کو زیادہ کرنا۔ پانچوین عورتون کی ساتھہ رہنی سی نفس پر مجاہدہ کرنا۔ امر اول کی نسبت بیان فرماتی ہین کہ یہہ سب مین اصل ہی اور نکاح اسی کی لئے موضوع ہوا ہی نسل کا باقی رکھنا اسکا مقصود ہی خالق نی مرد عورت مین جو ایک خواہش کی ودیعت رکھی ہی یہہ اولاد پیدا کرنے کی ایک لطیف تدبیر ہی اوس خواہش کو ذریعہ حصول اولاد قرار دیا ہی گویا اس خواہش کی ذریعہ سے مرد و عورت کو اولاد پیدا کرنے پر مامور کیا ہی گو ممکن تہا کہ خدا دوسرے طریقہ سی انسانی نسل کو بڑہاتا لیکن اوسکی حکمت اسی کی مقتضی ہوئی کہ اسی سامان کی ذریعہ سی اپنی عجایبات صنعت

آج کل بعض مرد اور عورت ایسی بُری غرض سے شادی کرتے ہین جس
سے مصیبت مین گرفتار ہوتے ہین بعد شادی کے مطلق خوشی نہین
آرام و آسایش نہین - اون کی غرض خود مطلبی اور خواہش رانی ہوتی
ہے اور اکثر ایسے مرد عورت کے تازہ توانا اولاد نہین ہوتی - بعض مرد
عورت مال و متاع کے حصول کے لئے شادی کرتے ہین - اور بعض بغیر
سوچے بچارے کے اندھا دھند آنکھہ بند کر کے شادی کر لیتے ہین شادی
کے وقت نہ مرد کو اسبات کا خیال ہوتا ہے کہ دیکھئے ہم کس عورت کے
ساتھہ شادی کر رہے ہین اور نہ عورت کو یہہ سوجھتا ہے کہ مین کس مرد
کے ساتھہ بیاہ کرتی ہون عقلمند انسان کسی کام کو شروع کیا

کو پورا کرے نکاح کرنے مین اولاد پیدا ہونیکے کام مین سعی پائی جاتی ہے چونکہ بقاء جنس انسان خدا کی مرضی ہے لہذا
نکاح اوسکی موافقت کرتا ہے اور تجرد مخالفت - جو لوگ خالق حقیقی کی عجیب مصنوعات و احکام مین بصیرت رکھتے ہین اونکے
نزدیک سب سے زیادہ قوی اور صحیح نکاح کی غرض اولاد ہے اسکی نظری دلیل یہہ ہے کہ اگر مالک اپنے غلام کو تخم اور کھیتی
کے اوزار سپرد کرے اور اوسکے لئے زمین بھی تیار کردے اور غلام کھیتی کرنے پر قادر کر دیا جائے اور مالک وسپر اپنا ایک گماشتہ
بھی اسلئے معین کردے کہ وہ کھیتی کرنے کے واسطے غلام پر تقاضا کرتا رہے تو اس صورت مین اگر غلام کھیتی مین سستی کرے اور کھیتی
کا سامان بیکار پڑا رہنے دے اور تخم کو ضایع کرے اور خراب ہو جانے دے اور گماشتہ کو کسی حیلے سے ٹالدے تو ظاہر ہے کہ ایسا غلام مالک کے
عتاب و غصہ کا مستوجب ہوگا اب دیکھنا چاہئے کہ خالق نے انسانکو جوڑا بنایا اور مرد عورتکے جسم مین مناسب سامان موجود کئے
اور ایک جوہر لطیف مرد کی پشت کی ہڈی مین پیدا کرکے ایک راہ سے عورت کے رحم مین پہونچانے کے ذرایع پیدا
کئے اور رحم کو اوسکا قرارگاہ ٹھہرایا اور خواہش مقاربت کو مرد و عورت پر مسلط کردیا تو یہہ سب سامان اپنے [illegible] اعلان
سے خالق برحق کی مراد و مقصد پر شہادت دے رہا ہے اور عقلمندان کو بتا رہا ہے کہ خالق نے اس سامان کو کس غرض
سے بنایا ہے -

چاہتے ہین تو اوس کام کی شروع کرنے سے پہلے اوسکی حسن و قبح کو سوچتے ہین انجام کار پر نظر ڈالتے ہین۔ فایدہ اور نقصان کو عقل کی ترازو مین تولتے ہین غرض دیکھہ بھال کر اوس کام کو اختیار کرتے ہین مگر افسوس ہے کہ **شادی** کی کام کو اکثر انسان بغیر سوچ بچار آنکھہ بند کر کے اختیار کر لیتے ہین عموماً یہہ دیکھا جاتا ہی کہ عورت کی کسی ایک **وصف** کی وجہ سی نسبت مقرر ہو جاتی ہی اور شادی ٹھہرتی ہی۔ مثلاً خوبصورت ہو یا مالدار ہو یا **گورہ رنگ** ہو یا **لنبے بال سیاہ تیلی** ہو غرض کسی ایک وصف پر دل آجاتا ہی اور **محبت** ہو جاتی ہی (جہوٹی محبت) عقلمند انسان اسبات کو خوب سمجھتے ہین کہ صرف **ظاہری خوبصورتی** تناسب اعضا و رنگ روغن کا با آب و تاب ہونا یا مالدار ہونا ہی عورت کی خوبی کے لئی کافی نہین ہی اور نہ ایسی عورت سی بعد شادی کے **سچی محبت** اور **سچی خوشی** قایم رہتی ہی یہ سب باتین ناچیز اور حباب کی مانند ہین دایمی **سچی محبت** اور سچی خوشی حاصل کرنے کی لئے عورت مین اور بہت اوصاف **مستقل** ہونی چاہئین جنکا ذکر آگے کیا جاویگا۔

بعض اوقات اس غرض سی بھی شادی کی جاتی ہے کہ دیا عورتکی

کوئی خاص بیماری شادی کی بعد جاتی رہی گی - اس خیال سے کہ بعض بیماریان ایسی ہوتی ہین جو شادی کرنے سے جاتی رہتی ہین یا اون کی شدت کم ہو جاتی ہی گویا اوسکو ایک معالجہ اور صحت کی تدبیر خیال کیا جاتا ہی گو یہہ خیال مشہور اور عام پسند بھی ہو گیا ہے لیکن حقیقت یہہ ہی کہ جیسے اور مشہور خیالات غلط ثابت ہو چکے ہین اسیطرح یہہ خیال بھی غلط ثابت ہوا ہی مشاہدات اور تجربے نے یہہ ثابت کر دیا ہی کہ اُس خاص بیماری کا زور شادی کے بعد رفتہ رفتہ اور بھی بڑہتا جاتا ہی اور ترقی پذیر ہوتا ہے -

صحیح و تندرست مرد کا بیمار عورت کی ساتھہ یا ایک صحیح تندرست عورت کا بیمار مرد کے ساتھہ شادی کرنا محض نادانی ہی نہین ہی بلکہ اوس اصل غرض کی برخلاف ہی جسکے واسطے شادی موضوع ہوئی ہی یہہ ظاہر ہی کہ مرد یا عورت کی بیماری اون کی اولاد مین منتقل ہو گی اور چند نسلون کو تباہ کرے گی اگر کوئی ایسی بیماری مین مبتلا ہو جس سی صحت یابی مشکل ہو تو لازم ہی کہ اوس بیماری کا بار اپنی ہی گردن پر رہنے دے شادی کی اپنی اولاد پر اوس بیماری کا بار نہ ڈالا جاے - بے گناہ اولاد کو ایسی حالت

مین پیدا کرنے کی کوشش مت کرو جس سے اونکی زندگی وبال ہو جاے
اونکے حق مین ایسی وبال جان زندگی سے عدم ہی مین رہنا بہتر ہے۔
ایسے بیمارون کا حالت تجرید ہی مین رہنا نجات کا باعث ہے۔ ہمارا خیال
یہہ ہے کہ قانون قدرت کا **اصل منشا شادی** سے یہہ ہے کہ زندگی
سچی خوشی حاصل ہو اور صحیح و تندرست صحیح المزاج و صحیح القوے اولاد
پیدا ہو پس اس منشا کے حصول کے لئے مرد اور عورت ایسی باہمی مناسبت
سے شادی کرین کہ قدرت کا بنایا ہوا **موزون جوڑا** معلوم ہو یعنے عورت
و **مرد** ہم طبیعت ہون ہم مزاج ہون اور ہم اخلاق و اوصاف ہون ایسے
میان بیوی مین کبھی اتفاق سے بھی نا اتفاقی نہ ہوگی کامل موافقت
اور دایمی **سچی محبت** قایم رہیگی اور زندگی کا لطف و فرحت سچی خوشی
اور آرام و راحت کے ساتھہ حاصل ہوگا اور صحیح و تندرست اولاد پیدا
ہوگی جو شادی کی اصلی غرض ہے

دوسری فصل

کس عمر مین شادی کرنی چاہیے

شادی کرنے کے لئے اس زمانہ مین جو عمر قرار پائی ہے وہ مناسب اور درست نہین ہے علم فزیالوجی (علم ابدان) نے یہہ ثابت کردیا ہے کہ آج کل کا دستور وقاعدہ قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ اس زمانہ مین یہہ دستور ہے کہ بالغ ہوے گویا شادی کرنے کی عمر کو پہونچ گئے بعض تو بلوغ سے بھی پہلے شادی کرنے کو اچھا جانتے ہین۔ عام خیال یہی ہے جس عمر مین انسان بالغ ہوتا ہے اوسیکو شادی کے لئے مناسب عمر سمجھنا چاہیے۔

اب غور کیجیے کہ اون ملکون مین جہان موسم معتدل ہوتا ہے نہ زیادہ گرم اور نہ زیادہ سرد ہوتا ہے وہان لڑکیان بارہ برس سے پندرہ برس کی عمر تک بالغ ہوجاتی ہین اور لڑکے پندرہ سے بیس برس کی عمر تک بالغ ہوجاتے ہین۔ موسم وآب وہوا کی

تاثیر کی علاوہ طریقہ زندگی اور مزاج کے اثر پر بھی بلوغ متوقف ہی مثلاً گرم اور روغن دار غذائین اور چار قہوہ اور شراب اور تاڑی اور سیندھی کا بکثرت استعمال جلد تر بالغ بناتا ہی اور نیز صحبت بد کا اختیار کرنا اور بد اعتدالی اور شہوت رانی کرنا عمر طبعی سی پہلے ہی بلوغ کو پہونچا دیتا ہی۔

جسمانی حرارت نمو اور قوت جان بخش کو بڑہاتی ہی اور اسکی اثر سی نہ صرف ہر ایک عضو کی نمو کی ترقی مین تعجیل ہوتی ہی بلکہ بلوغ کا زمانہ بھی جلد تر آجاتا ہی اسیوجہ سی اون ملکون مین جہان موسم بالکل گرم ہوتا ہی زمانۂ بلوغ بہت جلد آتا ہی گرم ملک کی لڑکیان نو برس سے دس یا بارہ برس کی عمر مین بالغ ہو جاتی ہین اور لڑکی بارہ برس سی چودہ پندرہ برس کی عمر مین بالغ ہوتی ہین انھیطرح ہی کہ جو انسان جلد تر بلوغ کو پہونچتے ہین وہ جلد تر بڈھے بھی ہو جاتی ہین۔ اون کی جوانی جلد تر ڈھل جاتی ہے اور اونکی ملاحت اور خوبصورتی کی بہار جاتی رہتی ہے۔ ایسے لوگونکی عمر بھی کم ہو جاتی ہے۔ برخلاف اسکے جو لوگ دیر مین بالغ ہوتی ہین وہ بدیر بڈھے ہوتے ہین اون کی عمر بھی بڑھی

ہوتی ہی اونکی بہار جوانی بہت دن تک خزان سی محفوظ رہتی ہی
اور قوت تولید وتناسل بہت زمانہ تک قایم رہتی ہے۔
یہ خیال بالکل غلط ہی کہ بلوغ کو پہونچتے ہی شادیکا زمانہ آجاتا ہے
اور عورت بالغ ہوتے ہی شادی کے لایق اور تولید وتناسل
کے قابل بن جاتی ہے۔

مرد یا عورت اوس عمر مین شادی کرنے کے لایق ہوتے ہین
جسکو قانون قدرت نے معین کیا ہی۔ کیا آپ کچھ خیال فرماتے
ہین کہ مرد یا عورت بلوغ کو پہونچتے ہی اوسکا قد وقامت اور اوسکی
اعضا کا بڑہنا موقوف ہوجاتا ہی؟ ہرگز نہین بلوغ کو پہونچنے کے
بعد بھی قد وقامت بڑہتی ہین اور اعضا پھیلتے ہین یہانتک
کہ وہ پورے کامل ہوجاتے ہین۔ اور ایک حد معین پر ٹھہر جاتے
ہین اسیطرح اعضاء تولید بھی بلوغ کے بعد ایک عرصہ تک
بڑہتے اور پھیلتے جاتے ہین اور پھر پورے اور کامل ہوجاتے
ہین جس عمر مین کچھ کیفیت پیدا ہوجاتی ہے تو اوسمین بیشک
مرد یا عورت شادی کرنے کے لایق ہوجاتے ہین پس بھی عمر

شادی کرنے کے لئے مناسب عمر ہے اور قانون قدرت کا
بھی منشا ہی(۱)۔

جسم کی بہت سی ہڈیان ایسی ہین جو پچیس برس کی عمر تک
کامل اور پوری پختہ نہین ہوتی ہین مثلاً ہنسلی کی ہڈی سولہ برس
کی عمر تک کامل نہین ہوتی اور کولے کی ہڈی بیس برس کی
عمر تک پوری نہین ہوتی اور یہی حال پاؤن اور پیڑو کی ہڈیون
کا ہی۔ اس صورت مین کیا یہ معقول استدلال نہین ہی کہ صرف
بالغ ہوجانا ہی اعضاء وقواے جسم کے کامل ہوجانے کی علامت
نہین ہی بلکہ وہ حد ہی جب یہ مکمل اور پورے ہوجاتے ہین —
مدت مدید کے تجربہ اور مشاہدہ نے یہ ثابت کردیا ہے کہ اون ملکون
مین جہان موسم معتدل ہوتا ہی عورتین بیس برس کی عمر تک
پوری نہین ہوتین اور مرد پچیس برس کی عمر تک کامل اور پورے

(۱) بعد بلوغ اعضاء وقواے جسمانی کا ایک حد معین تک بڑھنا یہ اشارہ کرتا ہے کہ ابھی
وہ وقت نہین آیا کہ ان کو اس مصرف مین لایا جاے جنکو واسطے یہ موضوع ہوے ہین۔ کسی آلہ کو مکمل ہونے سے
پہلے کام مین لانا نہ صرف بے موقع ہی بلکہ ہمیشہ کے لئے اوس آلہ کا بیکار و نکما کردینا ہی جسکو عقل ناپسند کرتی ہی

نہین ہوتی ہین۔ اس عمر سے پہلے مرد کو عورت کی صورت بھی نہین دیکھنی چاہیے۔ بداعتدالیون اور خواہش رانیون اور سیاہ کاریون مین نہ پڑنا چاہیے۔

کم عمری کی بے اعتدالیان بہت بڑا نقصان دایمی ولاعلاج پہونچاتی ہین جسم لاغر ہوجاتا ہے گالون مین گڑھے پڑجاتے ہین اور قوت تولید کمزور یا مفقود ہوجاتی ہے۔ ناتوانی دل ودماغ پر تسلط ہوجاتی ہے اچھی صورت بدصورت ہوجاتی ہے سرخ رنگ زرد ہوجاتا ہے چہرہ کی ملاحت بےنمک ہوکر بے فرہ ہوجاتی ہے اور عمر گھٹ جاتی ہے گویا انسان خرابیون اور بیماریونکا تھیلا بنجاتا ہے اور اطبا کا تختۂ مشق بنجاتا ہے راحت مفقود مصیبت ہر وقت موجود رہتی ہے۔

عورتون کو بیس برس سے پہلے شادی نہ کرلی چاہیے کیونکہ جب وہ اس عمر تک کامل اور پوری نہین ہوتی ہین تو لامحالہ انکی اولاد بھی ناتوان اور ضعیف اور کمزور پیدا ہوگی۔ جو عورتین کم عمر مین شادی کرتی ہین وہ نہایت ناتوان اور ضعیف القویٰ بچے جنتی ہے ایسی عورتون کے صحیح وتوانا اولاد نہین ہوتی ہے

اور اکثر ایسی اولاد اپنی عمر طبعی کو پہونچنے سے پہلے ہی مرجاتی ہے۔ سوا اسکے ایسی عورتون کی صحت مین بعد شادی کے خلل پیدا ہوجاتا ہے جوانی بہت جلد ڈہل جاتی ہے اور بہار حسن خزان کی آغوش مین جا سوتی ہے۔

مردون کو پچیس برس سے پہلے شادی نہ کرنی چاہیے ورنہ یہ بھی ان ہی مصیبتون مین مبتلا ہوجاینگے۔ ناتوانی کمزوری تسلط ہوجائے گی۔ اعصاب ڈہیلے اور ضعیف ہوجاینگے اعضار رئیسہ مین ضعف آجاتا ہے اونکی ہمت وجرأت اور اولوالعزمی مین فرق آجائے گا اور دماغ مین اسدرجہ فرق آویگا کہ وہ کسی اہم کام اور تفکر کے لائق ہی نہ رہینگے اور دنیا مین ایسے مردون سے ایسا کوئی کام نہوسکیگا جس سے وہ مثل عقلار وحکمار سابق کے نامور اور مشہور ہون۔

(ایک بڑے حکیم نے لکھا ہے کہ "کم عمری مین شادی کرنا محض حماقت ہے" اکثر جوان مرد بباعث غلبہ خواہش نفسانی کم عمری مین شادی کرلیتے ہین نہ کچھ سوچتے ہین نہ کچھ بچارتے ہین اندہا دہند آنکھہ بند کرکے نکاح کرلیتے ہین - ایسی شادی چند

تہینون کی بعد غم والم بخالی ہے اور اسقدر تکلیف ہوتی ہی کہ میان آخر کو پچتاتے ہین اور اپنے کئے پر سخت نادم و پشیمان ہوتے ہین اور خود کردہ را علاجی نیست کی وظیفہ سے اپنے دلکو تسلی دیتے ہین شروع کی محبت کی ولولے جاتے رہتے ہین محبت کی جگہہ نفرت جہین لیتی ہی اور رفتہ رفتہ میان بیوی مین ایسی نااتفاقی پیدا ہوجاتی ہی کہ پھر کسی امر مین اتفاق سے بھی اتفاق نہین ہوتا ہے دونون کا متفق ہونا اجتماع ضدین سے کم نہین ہوتا ہی۔ اسیطرح اکثر عورتون کی شادی کم عمری مین کی جاتی ہی دس ۱۰ بارہ ۱۲ برس کی عمر مین شادی ہوجاتی ہی۔ جب اسقدر کمسن عورت کی اولاد پیدا ہو توکیا خاک اوس اولاد کی پرورش و تربیت ہوگی۔ بارہ برس کی عورت مین وہ شعور و عقل کہان جو اپنے بچون کو سنبھال سکے سوا گھر کے کاروبار بھی ایسی کمسن عورت سے اچھی طرح نہ چلینگی انتظام خانہ داری نہ ہوسکیگا۔ کیا یہہ بات ممکن ہے کہ بارہ تیرہ برس کی لڑکی مین وہ ہوش وہ شعور وہ عقل

وہ سلیقہ اور وہ تمیز ہو جو گھر کے کاروبار اچھی طرح چلا سکے بچون کو اچھی طرح سنبھال سکے؟ ہرگز نہین[1]۔

جرمنی کی باشندے پچیس برس کی عمر سے پہلے شادی نہین کرتے ہین اور شادی سے پہلے اپنی زندگی پاکدامنی سے بسر کرتے ہین اسکا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ انکی اولاد ایسی صحیح القوی اور قوی و تندرست ہوتی ہے کہ یورپ کی کسی دوسرے ملک کو یہہ بات

(۱) جبکہ بقول امام الغزالی کے انتظام خانہ داری اور اولاد کی غرض سے نکاح موضوع ہوا ہے اور یہہ ہی اوسکی غرض ہے تو کم عمر عورت کیا خاک اپنے شوہر کے مال اور اولاد کی حفاظت اور انتظام کریگی اوسمین ایسا سلیقہ کہان ہے کہ معقول اور مناسب انتظام کر سکے اور اون اغراض کو پورا کرے جو نکاح سے مقصود ہین پس ضرور ہوا کہ اغراض نکاح کو حاصل کرنے کی لئے ایسی عمر کی عورت سے نکاح کیا جاوے جو بلحاظ اپنی عمر اور ہوشیاری کے ان مقاصد کے پورا کرنے کی بالفعل لیاقت رکھتی ہو ورنہ اصلی غرض مفقود اور نکاح عبث ہوگا۔ تجربہ سے ظاہر ہے کہ بیس برس سے پہلے عورت انتظام خانہ داری کے لائق نہین ہوتی ہے۔ امام شافعی رح نے تو بوجہ نقص ہوشیاری عورتون کی یہ عام فتوی دیدیا ہے کہ کنواری عورت گو بالغ ہو جاوے مگر بلا اجازت اپنے ولی کے اپنا نکاح بھی نہ کرے اور گو عمر بالغ ہوجاوے مگر تا وقتیکہ وہ پچیس برس کی نہ ہو وہ رشید نہین ہے اوسکو اوسکا مال نہ دیا جاوے۔ جبکہ انکی بھی یہ ہی راے ہے لیکن جب انکے معاملہ میز یہ حکم ہے تو انسانکی ذات تو زیادہ قیمتی چیز ہے وہ زیادہ حفاظت کی مستحق ہے جو عورت کم سنی کی وجہ سے ان مقاصد کی پورا کرنیسے معذور ہے اوسپر ان فرایض کا عاید کرنا نہ صرف عقل کے خلاف ہے بلکہ قانون الہی کے بھی خلاف ہے۔ لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا یہہ آیت عقلمندونکو ہر ایک کام مین اسکی ہدایت کرتی ہے کہ قوت اور وسعت سے زیادہ بار ڈالنا ظلم اور نادانی ہے۔

حاصل نہین ہی جرمنیون کی دماغی اور جسمانی قوت یورپ مین عموماً سب سی اسیوجہ سی بڑہی ہوئی ہی انسان کو چاہئی کہ مناسب عمر کو پہونچنے کے بعد شادی کرے۔(۱)

ایک بڑے فاضل نی لکہا ہی کہ میان بیوی کی عمرون مین ایک خاص نسبت رہنی چاہئیے۔ یہہ ٹہیک نہین ہی کہ ایک بڈہا مرد جوان عورت سی یا بڈہی عورت جوان مرد سے صرف حب دنیا اور مال ودولت کی حصول کے لئے شادی کرے ایسی شادی مین سچی خوشی اور راحت کا نام ونشان بہی نہین ہوتا ہی قطع نظر اسکے نہایت کم زور اور ضعیف القوا اولاد پیدا ہوتی ہی اور بعض اوقات یہہ ہوتا ہے کہ ایسے غیر

---

(۱) اگلے زمانے مین ہنود مین شادی کا وقت معقول اور مناسب مقرر تہا چنانچہ منوسمرتی ادہیای ۹ اشلوک مین لکہا ہی قاعدہ قدیم یہ ہی کہ تیس برس کا مرد شادی کرے یا چوبیس برس کا لیکن اگر تحصیل علوم سے فارغ ہوجای تو اس سی پہلے بہی شادی کرسکتا ہی۔ وسشتہ جی کا قول یہہ ہی کہ مرد تیس برس کا اور عورت سولہ برس کی شادی کری۔ کولبروکس واجبت جلد ۲ صفحہ ۴۳۱۔ یہ قاعدہ قدیم اگلی ہندون اور زمانہ حال کی ہندون کی قوائے عقلی اور ہمت وجرأت کا فرق بتا رہا ہے۔

تناسب عمر کے مرد عوارض مہلک مین مبتلا ہو جاتی ہین -
مثلاً میان جوان ہے اور بیوی بڈہی تو ایسے میان مین اوباشی
اور سیاہ کاری کی رغبت پیدا ہوگی جوان عورتون کی طرف
توجہ کرے گا اور اوس مزہ کی جستجو کریگا جو اسکی بڈہی بیوی مین نہین
ہے - بڈہی بیوی مین حسد کی بیماری پیدا ہوگی نتیجہ یہہ ہوگا کہ میان
اوباش بنیگا اور بیوی حاسدہ دونون بیوفائی اور بیحیائی کرینگے
اور مہلکات مین مبتلا ہونگے - اوباشی اور حسد مہلک بیماریان ہین
ایسے لوگون کی سب قسم کی خوشی اور راحت زایل ہو جاتی ہے
اگر عورت جوان ہے اور مرد بڈہا ہے تو انکی زندگی بھی اچھی نہین
ہوتی ایسی بیوی کو اپنے بڈہے میان سے نہ محبت ہی ہوتی
ہے اور نہ زندگی کا لطف حاصل ہوتا ہے اور انکی اولاد بھی ضعیف
اور ناتوان پیدا ہوتی ہے - اور ایسی اولاد کے دل و دماغ
مین قوت طبعی نہین ہوتی ہے - یہہ عام خیال ہے کہ
ایک بڈہا مرد ایک جوان عورت کے ساتھہ شادی کر لینے سے
طاقتور ہو جاتا ہے علم ابدان نے اس خیال کو غلط ثابت

کر دیا ہے اس علم سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اگر بڈہے مرد کو دکھ مصیبت میں گرفتار ہونا مرغوب ہو اور رنج و تکلیف مین مبتلا ہونا مطلوب ہے تو جوان عورت کے ساتھ شادی کرے۔ ایسی شادی کے بعد عورت اور مرد دونون کی جان عذاب مین پڑجاتی ہے۔ اور دم ناک مین ہوتا ہے۔ الحاصل غیر متناسب عمر کے شادیان ٹھیک نہین ہین۔ ایک جوان عورت کو ہرگز نہ چاہئے کہ ایک بڈہے مرد کے ساتھ شادی کرے گو وہ مرد کیسا ہی دولتمند ہو۔ اسیطرح ایک جوان مرد کو نہ چاہئے کہ ایک بڈہی عورت کے ساتھ شادی کرے گو وہ عورت کیسی ہی مالدار ہو۔ عمر کے مناسب نہ ہونے سے اور اوصاف مین بھی مناسبت نہین رہتی ہے مثلاً جوان عورت کی خوش مزاجی۔ خوش طبعی اور بے تکلفی بڈہے مرد مین نہ ہوگی ان دونون کے مزاج۔ طبیعت۔ مذاق اور دل و دماغ مین ضرور فرق ہوگا اور پھر اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ان دونون مین موافقت اور اتفاق اور محبت نہ ہوگی ایک دوسرے سے ایسی نفرت

کرنے لگے گا کہ وفاق کی جگہہ نفاق ہوگا اور کسی بات مین اتفاق

سے بھی اتفاق نہ ہوگا ایک مرتبہ ایک جوان لڑکی نے

جسکی نسبت اوسکے ماں باپ نے ایک بڈہے مرد کے ساتھہ ٹہرا

دی تھی کیا خوب کہا ہے کہ "مین کیونکر اوس بڈہے مرد کے

ساتھہ خوشی اور آرام و آسایش سے اپنی زندگی بسر کرون گی

کیا خاک مجھکو راحت ملے گی اور کسطرح آرام و آسایش و دلی خوشی

نصیب ہوگی"۔

اب ہم یہہ بتاتے ہین کہ میان بیوی کے عمرون مین کیا

نسبت رہنی چاہیئے مناسب یہہ ہے کہ میان بیوی کی عمر سے

پانچ برس زیادہ ہو ایک پچیس برس کے مرد کو بیس برس کی

عورت کے ساتھہ شادی کرنی چاہیئے غرض میان کی عمر بیوی

کی عمر سے بڑہی ہونی چاہیئے کیونکہ عورت کو جننا اور دودہ

پلانا پڑتا ہے اور اس سے طاقت مین کمی ہوتی ہے اور بہ نسبت

مرد کے عورتکو بڑہاپا جلد آتا ہے اس تناسب کیساتھہ مرد عورتکا

شادی ہونا ہی زندگی کی سچی خوشی کا پہلا قدم ہے یہی امر مقدم پیشتر ہے

تیسری فصل

بیوی کو انتخاب اور پسند کرنیکا قاعدہ

اس امر کے طی ہو جانیکے بعد کہ مرد کے لئے حالت تجرید اچھی نہین ہے شادی کرنا بہتر ہے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بیوی کا انتخاب کسطرح پر کیا جاوے؟ شادی کرنے والے مرد کے دلمین یہ خیال آتا ہے کہ کس قاعدہ اور اصول پر بیوی کو تلاش کرون جس سے ہر طرح پر مزاج کے موافق بی بی ملے؟ کون عورت میری جان پہچان والی بیبیون سے ہے جو میری بیوی بننے کے لایق ہے؟ ان ناآشنا عورتون مین سے یہ کیونکر دریافت کرون کہ کون سی عورت میرے مزاج وطبیعت کے موافق ہے؟ کیا کوئی ایسا قاعدہ بیوی کے پسند وانتخاب کرنے کا موجود ہے کہ جسپر عمل کرنے سے ایسی موافق مزاج بی بی مل جاوے کہ جس سے آئے دن کی جھگڑے اور بات بات پر تکرار اور نااتفاقی کا نام بھی نہ سنون؟ ایسے ہی خیال عقلمند اور دور اندیش

مردون کے دل و دماغ مین پیدا ہو کر اون کو بڑی مشکلات و
تکلیف مین ڈالتے ہین - نادان مردون کو اون کی نادانی سے
سب مشکلات و تکالیف سی بچا دیتی ہے وہ یا تو مال و دولت کے
لالچ مین آنکھہ بند کر کے شادی کر لیتے ہین یا خواہش نفسانی
کی جوش مین بغیر سونچ بچار کے نکاح کر بیٹھتے ہین -

بیوی کی پسند و انتخاب کرنے کا قاعدہ فطرتی بھی موجود ہے
اور بلاشبہہ اسکی لئے بھی خداوند کریم نے ایک قانون مقرر
کر دیا ہے لیکن اکثر انسان بباعث جہل یا غفلت کی نفس امارہ
کی پیروی مین خدا کے قانون قدرت کی خلاف ورزی کرتے
ہین یہہ ظاہر ہے کہ قانون قدرت کی خلاف ورزی مین
بیماری تکلیف و مصیبت جھیلنی پڑتی ہے جو اوس خلاف ورزی قانون
کی سزائین ہین اور جو قانون قدرت کی پیروی کرتے ہین وہ
آرام و آسایش و خوشی و راحت پاتے ہین -

ہم پہلے چند مختلف اقوام کے شادی کرنے کے طریقے اور
رسوم ذیل مین درج کرتے ہین اور پھر بیوی کے انتخاب

اوس قاعدہ کو بیان کرینگے جسکو خدا نے مقرر فرمایا ہے
زمانہ سابق مین قوم اسیرین مین دستور یہ تہا کہ وہ سال
مین ایک مرتبہ کسی جاترہ اور میلہ مین جمع ہوکر اپنی لڑکیون کی شادیان
اسطرح پر کرادیتے تھے کہ سب شادی والی لڑکیان ایک جگہہ جمع کیجاتی
تھین اور پھر ایک ایک کو نیلام کیا جاتا تہا - نیلام کا قاعدہ یہ
تھا کہ پہلے خوبصورت لڑکیون پر نیلام کی بولی بولی جاتی
تھی اور نیلام مین ایک مالدار مرد دوسرے مالدار کی بولی
پر قیمت بڑہاتا تہا غرض اخیر بولی پر وہ خوبصورت لڑکی نیلام
ہوجاتی تھی اور مشتری نیلام کی بیوی بنجاتی تھی جب تمام خوبصورت
لڑکیان نیلام ہوچکتی تہین تو بدصورت لڑکیون کے نیلام کی
نوبت پہونچتی تھی - بدصورت لڑکیون کے نیلام کا دستور نیلام
مذکرہ بالا کی برعکس تہا اس نیلام مین مردسے یہ سوال نہین کیا
جاتا تہا کہ کسقدر روپیہ دوگے بلکہ یہ سوال ہوتا تہا کہ کسقدر کم روپیہ
لوگے یعنے جو مرد کم سے کم روپیہ لینے پر راضی ہوتا تہا اوسیکو
وہ بدصورت لڑکی دیجاتی تھی اور اوسیکے ساتھہ بیاہی جاتی

تھی اور روپیہ بھی اوسکو دیا جاتا تھا جسقدر روپیہ خوبصورت لڑکیون کی نیلام مین جمع ہوتا تھا وہ بدصورت لڑکیون کے بیاہی جانی مین مین صرف کیا جاتا تہا اس رسم ورواج کا بڑا فایدہ یہ حاصل ہوتا تھا کہ کوی لڑکی قوم اسیرین مین کنواری نہین رہتی تھی ہرایک کی شادی ہو جاتی تہی ۔

ملک چین کی رہنی والے اور ہندوستان کی غریب برہمن اپنی بیٹیون کو شادی کی وقت فروخت کرتے ہین (۱) یعنی مرد سی روپیہ لیکر اوسکی ساتھ لڑکی کی شادی کرادیجاتی ہے اور وہ روپیہ اپنی آرام وآسایش مین اڑاتی ہین ۔

آج کل ہندوستان کی قوم ہندو عموماً اپنی لڑکیون کو بالغ ہونی سے پہلے نہایت ہی کم عمری مین بیاہ دیتی ہے ۔ شادی کی وقت لڑکی اسقدر کم عمر ہوتی ہے کہ اوسمین مطلق شعور نہین ہوتا محض بے شعور لڑکیون کی شادیان ہو جاتی ہین ۔ اور جو لڑکی شادی سے پہلے بالغ ہو جاتی ہے تو اوسکو کوی قبول

(۱) حالانکہ دہرمی توسون مین بیٹی پر کچہہ لینا شاستر کی رو سے سخت گناہ ہی ۔

تحصین کرتا ہی بیچاری اپنی تمام عمر کنواری کی کنواری ہی رہتی ہے
ایسی حالت مین میان بیوی کی عمرین نہایت غیر متناسب ہوتی
ہین - ایک مرد جسکی عمر تیس برس کی ہو چکی ہے ایسی لڑکی کے
ساتھہ شادی کریگا جو بالغ بہی نہ ہوی ہو - ہم نے بچشم خود دیکھا
ہی کہ ایک پچاس برس کے مرد نے جسکی پہلی دو بیبیان مر چکی تہین
ایک آٹھہ برس کی لڑکی کے ساتھہ شادی کی - لڑکیون کے قابل
پسند یا ناقابل پسند ہونے کا کچھہ بہی لحاظ نہین کیا جاتا ہے
ہندوستان کے مسلمان بہی اندہا دہند آنکھہ بند
کر کے صرف خالہ پہوپی کی گواہی اور شہادت پر شادی کرتے
ہین نسبت مقرر ہونے سے پہلے پہوپی یا خالہ یا بہن لڑکی کو جا کر
دیکھہ آتی ہے - اور انکی پسند و تعریف کرنے پر نسبت مقرر
ہو جاتی ہے ظاہر ہے کہ صرف ایک وقت کے دیکھنے بھالنے
سے پورے حالات اوس لڑکی کے معلوم نہین ہو سکتے ظاہر
صورت البتہ نظر آتی ہے آنکھہ ناک اچھی ہین رنگ گورا ہے
لڑکی کا مزاج کسطرح کا ہی اونمین اوصاف کیا کیا ہین سلیقہ معلوم

ہی نہین ہوتے ہین اور نہ ان بالتون کے دریافت کرنے کی طرف توجہ کیجاتی ہے۔ پہوپی یا خالہ یا بہن صرف یہ دیکھہ آتی ہین کہ لڑکی صورت شکل کی اچھی ہے یا نہین۔ ہندوستان کے مسلمان مردون کو شادی کرنے مین کسیقدر اختیار بھی ہوتا ہی یعنے اگر کسی نسبت سی راضی نہین ہوتے ہین تو کسی شخص کی معرفت اپنے والدین کی خدمت مین عرض معروض اور اپنی نارضامندی کا اظہار کرسکتے ہین لیکن عموماً ہندوستان کی مسلمان عورتون کو شادی کرنے مین مطلق اختیار ہی نہین ہوتا اون کے والدین کو اختیار کامل رہتا ہی جاہے بڈہے مرد کے حوالہ کردین چاہین اندہی مرد کے ساتھہ شادی کردین نہ عورتون سے کچھہ پوچھا جاتا ہے اور نہ ان کو اس معاملہ مین گفتگو کرنے کا اختیار دیا جاتا ہی اسپر شرم ولحاظ اسقدر ہی کہ خود عورتین مارے شرم کے اپنے شادی کے معاملہ مین کچھہ نہین بولتی ہین شادی کا ذکر آتا ہی تو نہین سنتی ہین اور دہان سے اُٹھہ جاتی ہین اگر وہ ایسا نہ کرین تو بیحیا عورتون کی فہرست مین داخل ہوجاتی

ہین - یہہ خرابی صرف ہندوستان ہی کے مسلمانون مین پائی جاتی ہے دیگر ممالک کی مسلمان شادی کے اہم کام ہین ایسی نادانی کو کام مین نہین لاتے ہین[(۱)]

سمترا کی ملک مین یہ رواج ہے کہ مرد عورت کو خرید کرتا ہی اور پھر اوس کی ساتھہ شادی کرتا ہے اگر بعد شادی کے نا اتفاقی پیدا ہوجاوی تو مرد کو اختیار ہی کہ اپنی عورت کو کسی اور شخص کے ہاتھہ فروخت کر ڈالی اور خریدار اوس عورت کی ساتھہ شادی کرلیتا ہی -

سونگاس تاتار کی ایک قوم ہی جسمین نسبت گھوڑ دوڑ کی شرط پر مقرر ہوتی ہے یعنی عورت ایک گھوڑے پر اور مرد ایک گھوڑے پر سوار ہو کر دوڑاتی ہین - اگر مرد جیت جاوے تو عورت اوسکی ساتھہ شادی کرنے کو راضی ہوجاتی ہے -

(۱) گو مسلمان پردہ کی پابند ہین اور اونکی مذہبی احکام کی روسی سوائے اون مرد و عورت کی جنمین باہم پردہ کا حکم نہین ہی عورت و مرد اہل یورپ کی طرح نکاح سی پہلی نہین مل سکتی ہین مگر تاہم عورت کا مرد کو اور مرد کا عورت کو قبل نکاح دیکھہ لینا مستحب ہی اور لازم ہی کہ ایکدوسرے کی اوصاف سی کامل واقفیت حاصل کرلینی چاہیی اونکی حق مین یہی مفید ہی ایک حدیث مین ہی کہ دیکھہ بھال کر شادی کرنے مین میان بی بی ایسیلے لوف ہوتے ہین جیسے گوشت سے اوسکے متصل کی جلد ملی رہتی ہی سوا اسکے بکثرت احادیث مین اسکی تاکید بصراحت موجود ہی کہ قبل نکاح مرد کو عورت کے اوصاف سے کامل واقفیت حاصل کرنی ضرور ہے مگر افسوس ہی کہ مسلمانونکی رسم و رواج عقل و حکم رسول پر غالب آگئے ہین

سیبریا کی ملک مین یہ رسم ہی کہ بعد نکاح کے دلہن اپنے ہاتھہ سی دولہا کا بوٹ نکالتی ہی اسکا مطلب یہہ ہی کہ گویا عورت یہ اقرار کرتی ہے کہ اوس روز سے مین مرد کی باندی اور فرمان بردار اور تابعدار و خدمت گذار ہون اور اسی ملک کی بعض اضلاع مین یہ رواج ہی کہ لڑکی کا باپ جہیز مین ایک چابک بھی دیتا ہے اس لئے کہ اگر لڑکی بعد شادی کے کچھہ قصور کرے یا نافرمانی کرے تو مرد اوس چابک سی اوسکو مار کر تربیت کرے اور راہ پر لاوے۔

شادی کی ان طریقون اور رسوم پر غور کرنے سی معلوم ہوگا کہ بیچاری عورتون کے ساتھہ ہی برا سلوک کیا جاتا ہی۔ عورتون کی مطلق عزت و وقعت نہین آزاد عورتون کو مثل لونڈیون کے سمجھا جاتا ہے۔

اب ہم یورپ کی مہذب قوم کے طریقہ شادی پر نظر ڈالینگے اور یہ دیکھینگے کہ یہ طریقہ کہانتک درست ہی۔ یورپ کا طریقہ یہ ہے رشتہ شادی سی پہلے کورٹنگ شروع ہوتی ہے اور اس سی یہہ

فایدہ سمجھا گیا ہے کہ مرد عورت کورٹنگ کے زمانہ مین باہمی حالات
اور ایک دوسرے کے اوصاف و عادات سے واقف ہو جاتے
ہین اور پھر جب عورت مرد کو اور مرد عورت کو پسند آجاتا ہے تو شادی ٹھہر
جاتی ہے۔ لیکن غور کیجئے گا تو اس طریقہ مہذبہ مین بھی ایک
نقص پائیگا وہ یہ ہے کہ جب کورٹنگ شروع ہوتی ہے تو مرد عورت
مین نمایش پیدا ہوتی ہے ظاہر ہے کہ جب نمایش پیدا ہوگی
تو اصلی عادات و اوصاف معلوم نہ ہون گے دہوکے کا اندیشہ
ہے۔

اصل غرض شادی کی ہم بیان کر چکے ہین کہ تندرست و توانا
اور اچھی اولاد پیدا ہو اور زندگی کی سچی خوشی حاصل ہو اور
مرد عورت مین کامل موافقت پیدا ہو۔ نمایشی کارروائی سے
یہ غرض حاصل نہ ہوگی جبتک مرد عورت ہم مزاج و ہم طبیعت و ہم
مذاق نہون مثلاً ایک مرد جسمین مروت و شفقت۔ کفایت
شعاری۔ جود و سخا۔ راست بازی۔ زندہ دلی۔ خوش
مزاجی۔ خوش طبعی اور بردباری زیادہ ہو وہ ایک ایسی عورت

کو ساتھہ جسمین یہ اوصاف نہون یا کم ہون شادی کرے تو یقین ہی کہ ایسے مرد عورت مین بعد شادی کے کامل موافقت اور سچی محبت قایم نہ رہیگی تہوڑی ہی مدت کی بعد نا اتفاقی پیدا ہو جاوے گی اور زندگی کی سچی خوشی حاصل نہ ہوگی۔ مرد عورت ایک ہی وصف کی ہون تو شادی کے بعد لطف زندگی اور آرام و آسایش ہی۔ ہر ایک مرد کو چاہیے کہ اپنے ہم وصف و ہم مزاج ہم طبیعت عورت کو پسند کرے اور پھر اوسکی ساتھہ شادی کرے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہی کہ کسطرح ہم دریافت کرین کہ فلان عورت ہماری ہم وصف و ہم مزاج و ہم طبیعت و ہم مذاق ہی اسبات کو دریافت کرنے کی لئے چاہیئے کہ علم فرنالوجی[1] سیکہین اس علم کی ذریعہ سی ہمارا مقصد حاصل ہو سکتا ہی۔ اس علم سے انسان کا دماغی زائچہ مرتب ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحبان صرف انسان کی سر کو مس کر کے بتا سکتے ہین کہ اوسمین کیا کیا اوصاف اور کس درجہ کی ہین۔ پس ہر مرد اور عورت کو چاہیئے کہ اپنا

(1) علم دماغ۔

اپنا فرنالوجیکل چارٹ (دماغی زائچہ) کسی ڈاکٹر سے مرتب کرالے اور شادی کرنے سے پہلے عورت کی دماغی زائچہ کو اپنے دماغی زائچہ کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھے اگر اس مقابلہ مین یہ مقصد حاصل ہوجاے کہ عورت اپنی ہم وصف وہم مزاج ہی تو اوراوسکے ساتھ شادی کرلے۔

علم فرنالوجی نہایت عمدہ علم ہے اور بیوی کے انتخاب اور پسند کرنے مین بڑی تائید بخشتا ہے اگر بیوی کے انتخاب مین ہم اس علم کو کام مین لاوین تو یقین ہے کہ کسی قسم کا دھوکا نپاوینگے اگر کوئی صاحب یہ فرماوین کہ ہم اس علم کو نہین مانتے اور اسپر ہمارا اعتقاد نہین ہی تو اون کے لیے یہ ہی مناسب ہی کہ جب کسی عورت پر دل آجاے تو اوسپر اپنے خیال کو ظاہر نہ کرین اور عورت کی حرکات وسکنات چال چلن کو بغور دیکھا کرین اور خود بھی اوسکے ساتھ اسطرح رہین کہ عورت کے دل مین اون کے شادی کرنے کے خیال کا گمان تک بھی پیدا نہو اور آپ بھی بے تکلف اور بغیر نمایش وریاکاری کے

اپنا برتاؤ دیکھین تھوڑے ہی زمانہ مین اصلی مزاج و طبیعت و صفات سے واقف ہو جاینگے اگر اس کے بعد عورت پسند آجاوے تو اپنا خیال ظاہر کر دین اور نسبت مقرر کر کے شادی کر لین اس طریقہ مین دہوکے کا کم اندیشہ ہے۔

ایک بڑے حکیم نے ایک کتاب لکھی ہے جسمین یہ بیان کیا ہے کہ کس طرح اور کس قاعدہ سے بیوی کا انتخاب کرین اوس کتاب مین ایک جگہہ یہ لکھا ہے کہ "آپ ایسی عورت سے شادی کیجئے جو آپکی طبیعت و مزاج کے موافق ہو جو آپکی ہم وصف و ہم جوہر ہو(۱) اور ان باتون مین آپسے پوری مناسبت رکھتی ہو۔

(۱) عمر مین بڈہے مرد کی شادی جوان عورت کے ساتھہ ٹھیک نہین ہے۔

(۲) مزاج مین ہرگز خوش مزاج مرد اور بد مزاج عورت مین کمال

(۱) حضرت علی رضا نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے کہ بعض ایسی خصلتین ہین جو مردکیواسطے معیوب ہین اور عورتونکے واسطے محمود ہین مثلاً بخل۔ تکبر۔ بزدلی اگر مرد مین ہون تو عیب ہین اور اگر بخل عورت مین ہو تو اپنا اور اپنے شوہر کا مال بچا سکتی ہے جو ہر طرح پر مفید ہے اگر عورت متکبر ہوگی تو ہر شخص سے ایسا نرم اور ہول آمیز کلام کرنے سے یا ایسا بے تکلفانہ میل جول پیدا کرنے سے نفرت کریگی جس سے اوسپر غیر لوگ قابو حاصل کر سکین۔ اگر عورت ڈرپوک ہوگی تو ہر امر سے ڈریگی اور شوہر کے خوف سے ہر الیعر سے اجتناب کریگی جو اوسکی شوہر کی مرضی کی خلاف ہو اور تہمت کی مقام سے دور رہیگی۔

موافقت اور سچی محبت قایم نہ رہے گی ۔

(۳) عقل و ہوش مین عقلمند مرد ایک احمق عورت کے ساتھ شادی کرے گا تو پچھتایگا ۔

(۴) راے اور تدبیر مین ۔ اگر لیبرل ایک کنسرویٹو کے ساتھ شادی کریگا تو مصیبت مین گرفتار ہوگا ۔

(۵) مذہب مین ۔ ایک مسلمان مرد عیسائی عورت کے ساتھ شادی کریگا تو سخت تکلیف مین مبتلا ہوگا ۔

(۶) مذاق مین ۔ مرد کو اپنے ہم مذاق کے ساتھ شادی کرنی چاہیے ورنہ بلا کے ساتھ رہنا پڑیگا ۔

(۷) عادات مین ۔ ایک پاک دل عورت ہمیشہ لت باز و شراب اور سیندھی تاڑی پینے والے مرد کو نظر نفرت سے دیکھتی ہے ۔

(۸) اوصاف مین ۔ ایک خلیق مرد ایک بد خلق عورت کے ساتھ شادی کرے گا تو رنج و تکلیف مین گرفتار ہوگا ۔

الحاصل مرد کو چاہیے کہ اپنی مزاج و طبیعت کی عورت سے

ساتھ شادی کرے اور علم فرنالوجی کی ذریعہ سے بیوی کا انتخاب کرے ایسی علم سے بیوی کا انتخاب اور پسند کرنیکا قاعدہ معلوم ہوا ہے

چوتھی فصل

میان بیوی مین سچی اور لازوال محبت کی تشریح

جو قاعدہ ہم نے بیوی کے انتخاب اور پسند کرنیکا تیسری فصل مین بیان کیا ہے وہ خداوند کریم کے قانون قدرت کے مطابق ہے اسی پر عمل کرنا چاہیئے اور یہ عام رواج ہو رہا ہے کہ جب کسی مرد کو کسی عورت کے دیکھنے سے محبت ہو جاتی ہے اور اس محبت کی وجہ سے شادی کر لیجاتی ہے اسکو ترک کرنا چاہیئے صرف عورت کے دیکھتے ہی جو محبت پیدا ہوتی ہے وہ سچی محبت نہین ہے اور نہ ایسی محبت قیام پذیر ہوتی ہے اور نہ شادی کے لیے ایک ایسی جھوٹی محبت کی ضرورت ہے غالبًا ہمارے اس خیال کو اکثر لوگ بے سرو پا سمجھینگے اور کہینگے کہ شادیان تو بغیر محبت کے نہ ہونی چاہیئن - پہلے محبت ہونی چاہیئے اور پھر شادی - ہمارے خیال کو خواہ

بے سروپا سمجھین خواہ بے بنیاد - ہم بتاے دیتے ہین کہ یہ محبت کہان
تک سچی اور دایمی ہے اور سچی اور دایمی محبت کسکو کہتے ہین - (۱)
شاعرون نے محبت کے بیان مین بہت سے مضمون باندہے
ہین اور بہت سے قصے و کہانیون مین محبت کے مضامین لکہے
گئے ہین اور جب کسی سے پوچہا جاتا ہے کہ محبت کسکو کہتے ہین
تو ایک لمبی تقریر مین محبت کی تصریح کی جاتی ہے شعر پر شعر
پڑہا جاتا ہے لیکن کسی سے سچی محبت کے اصل معنی نہین سمجہے
ہین - بڑی غلطی اسمین یہ ہوی ہے کہ کسی عورت کے کسی ایک
وصف کی وجہ سے جو محبت پیدا ہو جاتی ہے اوسکو سچی محبت
سمجہتے ہین مثلاً عورت کے گورے رنگ پر دل آگیا اور دیکہتے
ہی محبت پیدا ہو گئی - ایسی محبت کو سچی محبت سمجہنا محض نادانی
ہے اور یہ محبت صرف میاسمیرزم کا ایک اثر ہے - اور ایسی
محبت کا پیدا ہو جانا اور اصل میاسمیرزم کی تاثیر کا ایک
کہیل ہے - ایسی بے قیام محبت بہت جلد جاتی رہتی ہے - میان
بیوی مین سچی محبت اوسی حالت مین پیدا ہو گی جبکہ بیوی

میان کے ہم وصف وہم مزاج وہم طبیعت وہم مذاق ہو۔
سچی محبت مثل اور کارخانہ قدرت کی بتدریج بڑہتی جاتی ہے
اور میاں بیوی کے آخری دم تک قایم رہتی ہے اور وہ محبت
عورت کی کسی ایک وصف کی وجہ سے۔ مثلاً خوبصورتی
سے پیدا ہو جاتی ہے ہرگز قیام پذیر نہین ہے اسمین جلد
زوال آجاتا ہے اور آخر کو مطلق باقی نہین رہتی ہے۔
آج کل کی شادیون مین جس محبت کا اظہار ہوتا ہے وہ محض
جہوٹی محبت ہے کسی شادی کرنے والے مرد سے جب
یہ پوچہا جاتا ہے کہ آپ اوس عورت کے ساتھہ کس وجہ سے
شادی کرتے ہین؟ تو یہ جواب ملیگا کہ مجہکو اوس عورت سے
محبت ہو گئی ہے جس روز سے مین نے اوسکو دیکہا ہے اوسکی
ساتھہ عشق ہو گیا ہے اور پھر جب یہ پوچہا جاے کہ یہ کیسی محبت؟
تو یہ جواب ملیگا کہ اوس عورت کی آنکہین بڑی رسیلی ہین ناک
پتلی اور اونچی ہے گلابی رخسار گلاب کی پہول کو شرماتے
ہین رنگ چمپئی ہے۔ اوسکی صورت دلکش اور چہرہ دل کو

لبھاتا ہے۔ اوسکی ملاحت دل کی امنگ اور ولولہ مین نمک مرچ
لگاتی ہے اوسکی فراخ نورانی پیشانی نے دل کو پریشان کرتی ہے
عورت کی ایک ظاہر صورت کی وصف کی وجہ سے محبت پیدا
ہوگئی اور اسی محبت کو خواہش نفسانی نے اور بہی اوبھارا
تو شادی کرنے کو تیار ہو گئے۔ ہم اس محبت کو بلا شبہہ
قوت نظر کا اثر کہینگے۔ اور میاسمیزم کا کھیل۔

لبعض مرد حصول زر کی لئے شادی کر لیتے ہین جب ان سے
پوچھا جاے کہ اوس عورت کی ساتھ کیون شادی کرتے ہو تو یہ
ہی ایک جھوٹا جواب دیتے ہین کہ اوس عورت سے محبت ہوگئی
ہے اور اصل غرض کو چھپاتے ہین۔ ایسے لالچی مردون کو
عورت کی ایک وصف تمول کی وجہ سے محبت پیدا ہوگئی ہے
یہ زر کے بندے اسکو نہین دیکھینگے کہ اس ایک تمول
کی وصف کی سواے اوس عورت مین اور بھی کچھہ اوصاف
ہین یا نہین اور اپنی طبیعت و فراج کے موافق بہی ہے
یا نہین صرف ایک وصف تمول کی لالچ مین شادی کرنیکو

تیار ہو گئے ۔ اور پھر کہا یہ جاتا ہی کہ اوس عورت سی محبت
ہو گئی ہی لہذا ہم اوسکی ساتھہ شادی کرتے ہین ہرگز اس محبت
کو سچی محبت نہ کہینگے ۔ ہرگز یہ محبت قایم نہین رہ سکتی اور نہ اس
سے زندگی کی سچی خوشی حاصل ہو سکتی ہی صدہا شادیان اسی محبت
کی لباس مین ہوتی ہین اور شادی کے بعد تہوڑے ہی زمانہ
مین وہ محبت جاتی رہتی ہے ۔ جب آپ یہ سنین کہ ایک مرد
کسی عورت پر عاشق ہو گیا ہے اور وہ ہر دم اوسکی محبت مین
آہ سرد بھرتا ہی اور ہر وقت اوسیکا نام لیتا ہے تو آپ کو یقین
کر لینا چاہی کہ یہ سارا عشق میسمیرزم کا کھیل اور شوق
وصل نے اوس مرد کی دلمین ایک ولولہ پیدا کر دیا ہے جسکو محبت سی تعبیر کیا جاتا
ہی اور یہ ولولہ وصل ہی بتدریج گھٹتا جاتا ہی اور آخر کو مطلق باقی نہین رہتا ہی اگر آپ
یہ سنین کہ ایک عورت نے کسی مرد کو دیکھتے ہی خودکشی کا اقدام کیا تو آپ یقین کرلین میسمیرزم
کی تاثیر ہے یہ سچی محبت نہین ہی ۔ سچی محبت یک بیک
دیکھتے ہی پیدا نہین ہو سکتی ہے اوسکا نشو و نما بتدریج ہوتا
ہی اور بڑہتے بڑہتے کمال کے درجہ کو پہونچتی ہے ۔

سچی محبت اگر مطلوب ہو تو ایسی عورت کے ساتھہ شادی
کیجئے جو آپ کی طبیعت و مزاج و مذاق کے موافق ہو بغیر اس
مناسبت کے سچی و دایمی محبت حاصل نہ ہو سکیگی۔
جو قاعدہ بیوی کے انتخاب و پسند کرنیکا بیان کیا گیا ہے اسپر
عمل کیجئے تو سچی محبت حاصل ہو گی اور لڑائی جہگڑے اور بات بات
پر تکرار اور نا اتفاقی جاتی رہے گی۔
یہ تو دنیا کے عشق و محبت کی کیفیت ہے جسکو اسقدر آسان سمجہ
لیا ہے کہ ادہر آنکہ پڑی اور ادہر محبت کامل ہو گئی مگر ہم دیکھتے ہیں
تو درحقیقت یہ بہت ہی مشکل کام ہے اور نہ ہر گز ممکن ہے کہ جس چیز
سے عشق و محبت مراد ہے وہ ہر شخص کے دل مین یکایک اسطرح
بیٹھہ سکے خدا کے ساتھہ محبت جو تمام محبتون سے افضل محبت ہے
وہ بھی غایت سے غایت محنتون اور برسون کی مشقت اور مجاہدون
مین پیدا ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ بڑہتی ہے نہ یہ کہ بیٹھے بیٹھے
خیال آیا اور عاشق کامل ہو گئے خدا ہی حسن و جمال اور محبت
کا خالق ہے اسلئے خدا کی محبت مخلوق کی محبت سے زیادہ پیدا نہیں

جب وہ ہی رفتہ رفتہ اور بدیر حاصل ہوتی ہے تو یہ کیونکر ممکن ہی کہ عورتون سی عشق و محبت کا درجہ طرفۃ العین مین کمال کو پہونچ جاے ۔ یہ کچھہ نہین ہی صرف دہوکا اور محض ایک قوت حیوانی اور جوش جوانی کا ولولہ ہی مولوی معنوی نے کیا خوب کہا ہے

شعر

عشق نبود این کہ در مردم بود ۔۔۔ این فساد خوردن گندم بود

پانچوین فصل

مرد کو کس عورت کی ساتھہ شادی کرنیسی پرہیز کرنا چاہیے

اوس مرد کو جو شادی کرنا چاہتا ہو اور جسکو اپنی بیوی سے کامل موافقت اور دایمی اور سچی محبت مطلوب ہو اور نئی زندگی کا لطف وفرہ اوٹھانا منظور ہو اور صحیح المزاج اور قوی اور توانا اولاد مرغوب ہو تو اوسکو یہی چاہیے کہ اوس قاعدہ پر عمل کرے جو بیوی کی انتخاب اور پسند کرنے کی باب مین پہلے لکھا گیا ہی اگر اس علمی قاعدہ پر جو فرنالوجی پر مبنی ہی کسی صاحب کو اعتقاد نہو تو ہم اس فصل مین چند دوسری قسم کی قاعدے لکھے دیتے ہین جنپر عمل کرنے سے ضرور ایک نفع کی توقع ہے۔

پہلے فرض کرلو کہ ایک مرد پچیس برس کا ہوگیا ہے اور کسی موروثی بیماری مین مبتلا نہین ہی اور اوسکو شادی کرنے کی سچی خواہش ہی تو چاہیے کہ وہ ایسی عورت کیساتھہ

شادی کرنے سے پرہیز کرے جو کسی موروثی بیماری مین مبتلا ہو یا اوس خاندان کی عورت کے ساتھہ شادی نہ کرے جسمین سل یا دق یا کوی اور موروثی بیماری چلی آتی ہو۔ مدقوق عورتین گو جوانی مین بوجہ شباب تازہ و توانا اور رونق دار ہوتی ہین لیکن شادی کے بعد دق کی بیماری کو زور ہوتا ہے اور بہت جلد خراب نتیجہ مترتب ہوتا ہے سوا اسکے مدقوق عورتون سے ضعیف و ناتوان اور کم قوت و بیمار اولاد پیدا ہوتی ہے جو اکثر عمر طبعی کو پہنچنے سے پہلے ہی مر جاتی ہے۔ اور بیماری کے موروثی ہونیکی وجہ سے اوسکا اثر اولاد مین بھی ہوتا ہے(۱)

(۱) امام غزالی نے کتاب النکاح مین اسی محل پر ایک عالم عرب کا قول نقل کیا ہے وہ یہ ہے — انانہ منانہ حنانہ حداقہ براقہ شداقہ سے پرہیز کرو انانہ وہ عورت ہے جو ہر وقت کراہتی اور آہ آہ کرتی رہتی ہے اور ہر وقت سر پہ پٹی باندہے رہتی ہے ایسی دایم المرض عورتکے نکاح مین کچہہ برکت نہین۔ منانہ وہ عورت ہے جو شوہر پر احسان جتاتی ہو کہ مین نے تمہارے خاطر یہ کیا اور وہ کیا حنانہ وہ عورت ہے جو پہلے شوہر یا پہلے شوہر کی اولاد پر فریفتہ ہو حداقہ وہ ہے جو ہر چیز پر نظر ڈالے اور خواہش کرے اور شوہر کو اوسکی خرید کی تکلیف دے براقہ کے دو معنی ہین بموجب محاورہ اہل حجاز کے وہ عورت ہے جو دن بہر بناؤ سنگار مین مشغول رہے اور اپنے چہرے کی آب و تاب بڑہائے اہل یمن کے محاورہ کے موافق وہ عورت ہے جو کہانے پر بگڑ جاوے تنہا کہانا کہاے اور ہر ایک چیز مین سے اپنا حصہ الگ لے۔ شداقہ وہ عورت ہے جو زیادہ بک بک کرتی ہو انہین سے کسی سے نکاح نہ کرنا چاہیے۔

دوسرے ایسی عورت کے ساتھہ شادی کرنے سے پرہیز کرو جو اپنی کمر کو کسکر پتلی بناتی ہے۔ ایک حکیم نے لکھا ہے کہ ایسی پتلی کمر والی عورتین ہمیشہ بیمار رہتی ہین اور ظاہر ہے کہ بیمار عورتون سے صحیح و تندرست اولاد پیدا نہین ہوتی اور نہ عقلمند جوان مرد کو اوس سے سچی محبت پیدا ہونے کی توقع ہے۔ بعض مرد پتلی کمر والی عورتون کو بہت پسند فرماتے ہین اور پتلی کمر حسن مین داخل کرتے ہین لیکن یہ صرف ایک ناسمجھی کی بات ہے بلاشبہہ پتلی کمر بعض نظرون مین اچھی معلوم ہوتی ہے مگر اون نقصانون کے مقابلہ مین جو کہ ایسی عورت کے ساتھہ شادی کرنے سے پیدا ہوتے ہین ایک عقیل اور دانشمند مرد کبھی اس مصنوعی حسن کو حسن نہین سمجھہ سکتا ہے[1]۔

تیسرے ایک قوی ہیکل اور جسیم مرد کو لازم ہے کہ بہت دبلی پتلی نازک اندام عورت کے ساتھہ شادی کرنے سے پرہیز کرے

(۱) عرب اور افغان نازک اندام اور پتلی کمر والی عورت کو ہمیشہ نا پسند کرتے ہین اونکا قول ہے کہ کمر کا پتلا ہونا نہ کچھہ حسن ہے اور نہ ایسی عورت سے وہ مقاصد عمدگی کے ساتھہ پورے ہو سکتے ہین جنکے واسطے نکاح موضوع ہوا ہے اور نہ ایسی عورت کے قوی اولاد پیدا ہوتی ہے۔

اسمین دو نقصان ہین ۔
اول یہ کہ ایسی عورت کو زچگی کے وقت سخت تکلیف ہوتی ہی بچہ پھنس جاتا ہے ۔
دوسری بچہ کو زندہ پیدا ہونے کی بہت کم توقع ہوتی ہے بخلاف اسکی قوی ہیکل اور جسیمہ عورت ایک دبلے پتلے مرد کے ساتھہ شادی کرے تو اسمین کچہہ نقصان نہین ہے ۔
تیسری جوان مرد کو چاہیے کہ ایک بڈھی عورت کی ساتہہ شادی نہ کرے کیونکہ بڈھی عورت کی صحیح و تندرست اولاد نہین ہوتی ہی اور نہ جوان آدمی کو اوس سی محبت پیدا ہونیکی توقع ہے ۔
چوتھی کم سن نابالغ لڑکی کے ساتہہ شادی کرنے سے پرہیز کرے ۔ کیونکہ کم سن لڑکی مین وہ ہوش و عقل اور وہ شعور نہین ہوتا ہی جس سے وہ گھر کے کاروبار کو اچھی طرح چلا سکے اور اولاد ہونے کی بعد اوسکو سنبھال سکی ۔
(پانچوین جاہل اور ناتربیت یافتہ عورت کی ساتہہ بھی

شادی نہ کرے۔ ایک باشعور تربیت یافتہ عورت کا ہونا ایک
جزو اعظم خوش گذرانی کا ہے۔ تربیت یافتہ عورت سے ہماری
یہ مراد ہرگز نہین ہے کہ وہ عورت ریاضی خوب جانتی ہو تاریخ
وجغرافیہ مین طاق ہو منطق و فلسفہ مین کامل ہو۔
بلکہ ہماری مراد یہ ہے کہ عورت اسقدر تعلیم و تربیت یافتہ ہو
کہ گھر کے کاروبار کو معقول انتظام کے ساتھہ چلا سکے۔
مثلاً آمدنی و خرچ کا حساب لکھہ سکے اخبار پڑہ سکے سینے
پرو سکے عمدہ کھانا پکا سکے گھر کی پوری نگرانی کر سکے۔ عورت
کو کھانے پکانے کے ہنر مین اسیقدر کمال ہو جسقدر اوسکو
لکھنے پڑہنے اور حساب کتاب مین کمال ہے۔ سینے پرونے
مین اوسکو اسیقدر دخل ہو جسقدر اوسکو پیانو بجانے مین
دخل ہے۔ کپڑے کی قطع و برید مین اوسکو اسیقدر مہارت
ہو جسقدر زبان دانی مین ہو۔ نہ اس خیال سے
کہ بعد شادی کے اوسکو کھانا پکانا یا سینا پرونا پڑیگا بلکہ
ان کامون کی پورا کرنے کی لئے ضرور ہے کہ عورت بھی خود ماہر ہو

جو عورت کہانا پکانا نہ جانتی ہو وہ ماما اور نوکر چاکرون کے کام کی کیا خاک نگرانی کر سکیگی۔ مثلاً دیکھو ایک مستری کو خود اپنی ہاتھ سی دیوار نہین بنانا مگر مزدورون سے اوسی حالت مین اچھی طرح کام لے سکیگا اور اون کی پوری نگرانی کر سکیگا۔ جبکہ وہ مستری اینٹ پتھر کی چنائی کے فن سے واقف و ماہر ہو۔

جہاز کا ایک کپتان جو جہاز کے چلانے کے کام سے واقف ہو کیونکہ اچھی طرح نگرانی کر سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ کپتان کو جہاز مین خود اپنے ہاتھ سے سب کام کرنے نہین پڑتے دوسرون سے کام لیتا ہے۔ یہی کیفیت عورت کی ہے کہ ہر چند اوسکو گھر کے سب کام بذات خود کرنے نہین پڑتے نوکرون سے کام لیا جاتا ہی تاہم اوس عورت کو گھر کے کاروبار چلانے کے ہنر مین کمال ہونا چاہیئے بغیر اس کمال کے پوری نگرانی نہ ہو سکیگی اور نہ خانہ داری کے کامون مین انتظام قایم رہیگا بدانتظامی پہیل جائیگی اور اوسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ میان

بیوی مین سچی محبت پیدا ہوگی اور زندگی کی سچی خوشی حاصل ہوگی - جاہل اور ناتربیت یافتہ عورت کی ظاہری حسن خوبصورتے پر فریفتہ ہوکر اوسکی ساتہہ شادی نہ کرنی چاہیے - بعض نادان مرد عورت کی خوبصورتی پر ریجہہ جاتے ہین اوسکے گورے رنگ اور گلابی رخسارون پر ہزار جان سے فدا ہو جاتے ہین اور بعد شادی کے جب معلوم ہوتا ہے کہ عورت جاہل ناتربیت یافتہ ہے - نہ اوسکو سینا پرونا آتا ہے نہ کہانا پکانا نہ حساب کتاب لکہنا پڑہنا اور نہ خانہ داری کے کاروبار کا سلیقہ ہے تو اوسوقت میان صاحب کی آنکہین کہلتی ہین اور وہ خوشی اور جہوٹی محبت جو بیوی کی خوبصورتی پر ریجہہ جانیسے ہوی تہی جاتی رہتی ہے اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے -)

(چہٹے جوان مرد کو لازم ہے کہ فضول خرچ عورت کے ساتہہ شادی کرنے سے پرہیز کرے کیونکہ شادی کے بعد فضول خرچ عورت سے دم بہر بہی خوشی کے ساتہہ زندگی بسر کرنی مشکل ہے - فضول خرچ عورتون مین سواے

فضول خرچی کے اور بھی نہایت خراب عادتین ہوتی ہین اسوجہ سے اسراف بہت بد عادتین پیدا کر دیتا ہے اکثر ایسی عورتون کو شان وشوکت دکہلانیکا بڑا شوق ہوتا ہے۔ بیش بہا زیور اور قیمتی لباس پہننے کا بڑا ذوق ہوتا ہے۔ یہ عورتین بناؤ سنگار پر مرتی ہین اور اس سامان کے بہم پہونچانے کی کوشش مین اندھی بنجاتے ہین جائیز اور ناجائیز وسایل کو بلا تمیز کام مین لاتی ہین۔ بال اگر کم ہین تو چٹلا ڈالتی ہین۔ بعض عورتین اپنے چہرون کو سُفیدہ لگا کر گورا رنگ بناتی ہین۔ کاجل سی لگا کر اپنے حسن کو بڑہاتی ہین۔ جہوٹا حسن! جہوٹی خوبصورتی! کبھی عقیل اور دانشمند مرد ایسے جہوٹے حسن کو پسند نہ کریگا اور ضرور ایسی عورت کو نفرت کی نظر سے دیکھیگا۔ (۱)

ساتوین مرد کو کاہل وسست عورت کی ساتھ شادی نکرنی چاہیے۔ ہرگز کاہل عورت سے گھر کے کاروبار چلنے کی توقع نہین ہوسکتی ہے۔ کاہل وسست عورت کی زیر نگرانی اگر عمدہ سے

(۱) نوٹ مندرجہ صفحہ ۱۵۸ کو دیکھیے۔

عمدہ اور صاف مکان دیا جاے گا تو چند روز مین وہ مثل ایک گھورے کی ہوجائیگا۔ ہر طرح کی متعفن چیزون سے بھر جاویگا گو مرد کیسا ہی مالدار کیون نہ ہو مگر اوس عورت کی کہالت وسستی کی وجہ سے اوس کا سب مال برباد و تباہ ہوجائیگا اور وہ اچھا خاصہ قلاش بنجائےگا۔ سواے اسکے کاہل اور سست عورت ہمیشہ بیمار رہتی ہے اور ظاہر ہے کہ بیمار عورت سے صحیح و تندرست اولاد نہین ہوتی اور نہ مرد کو اوس سے سچی محبت پیدا ہونے کی امید ہے ایک کاہل اور سست عورت کی ساتھہ شادی کرنا تو درکنار اوسکی صحبت سے بھاگنا چاہیئے۔ مصرعہ ز کاہل گریزندہ چون تیر باش۔

آٹھوین ایسی عورت کے ساتھہ شادی کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے جو دوسرا مذہب رکھتی ہو۔ مثلاً ایک مسلمان مرد کو عیسائی عورت کی ساتھہ شادی نہ کرنی چاہیئے کیونکہ ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ بعد شادی کے موافقت نہ رہے گی میان بیوی مین اتفاق پیدا نہ ہوگا۔ اولاد مذہب مین

متنزلزل ہوگی۔

نویں نیک مزاج مرد کو بدمزاج عورت کے ساتھہ شادی کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اگر مرد خوش مزاج اور عورت بدمزاج ہوگی تو بعد شادی کے موافقت نہ ہوگی (۱)

دسویں منشیات اور افیون کھانے والی عورت کے ساتھہ شادی نہ کرنا چاہیے۔ متقی مرد ہرگز ایسی عورت کو پسند نہ کریگا جو نشہ کی عادی ہو۔ افیون کہانے والی عورت کے ساتھہ ایک دم بھی خوشی سے زندگی بسر کرنی مشکل ہے۔

اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کسی رشتہ دار عورت کے ساتھہ شادی کرنا مناسب ہے یا نہیں؟ لہذا ہم اس سوال کا جواب بہ تفصیل تمام ذیل مین درج کرتے ہین۔

اسٹاٹسٹکس کے تخمینون سے حظ کرنے سے تو جواب یہ ملتا ہے کہ قرابت مین شادی کرنا مناسب نہین ہے

(۱) سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

شعر

زن بد در سرای مرد نکو + ہم درین عالم است دوزخ او +

یہ تحقیق بتاتے ہین کہ اکثر گونگے اور اندہے اور بہرے اور پاگل اور
دیوانے بچے ایسی ہی عورتون سے پیدا ہوے ہین جنکی
شادیان قرابت مین ہوی ہین - مسٹر کارنٹر نے اپنی کتاب
علم ابدان مین لکہا ہے کہ تین سو ساٹہہ پاگل بچون مین
بیس پاگل بچے ایسی عورتون سے پیدا ہوے ہین جنہون نے
قرابت مین شادیان کی تہین - ([illegible])
ایک مرتبہ ایسے سترہ گہرون کے حالات دریافت کئے گئے
جنمین قرابت مین شادیان ہوی تہین اور اون مین ایک سو بچے
تھے - اس تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ان سو بچون مین چوالیس
بچے باولے یا کم عقل اور پندرہ بچے ضعیف و ناتوان و کمزور
اور دو بچے گونگے اور تین بچے بہرے ایک بچہ اندہا تہا اسیطرح
اور ایسے گہرون اور خاندانون کی حالات کی تحقیقات سے ظاہر
ہوا ہے کہ جسقدر بچے پیدا ہوے تھے اونمین کم عقل اور باولے
اور ناتوان اور ضعیف بچون کی تعداد زیادہ تہی - غرض ان تجربون
کے ملاحظہ سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ رشتہ دار عورت کے ساتہہ شادی

کرنی مناسب نہین ہے۔

لیکن ہمارے نزدیک یہ اسٹاٹسٹکس کی تختے اعتبار کے لائق نہین ہین کیونکہ نہ ان تختون مین میان بیوی کے حالات مندرج ہوتے ہین اور نہ ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن عورتون سے یہ بچے پیدا ہوے تھے وہ کسی بیماری مین تو مبتلا نہ تہین۔ اور کس قاعدہ سے کس عمر مین ان عورتون کی شادیان ہوی تہین اور ان کے مردون نے بے اعتدالی و سیاہ کاری و اوباشی سے کہان تک پرہیز کیا تہا سوا اسکے ان تختون مین کسیقدر مبالغہ بہی ہوتا ہے غرض ہماری راے یہ ہے کہ صرف قرابت مین شادی کرنے سے کم عقل اور ضعیف اور ناتوان اولاد نہین ہوتی ہے بلکہ اسکے اور ہی اسباب ہین۔ مثلاً بیماری خاصکر موروثی بیماری اور خاندانی امراض مین میان بیوی مبتلا ہوتے ہین تو ضعیف و کم عقل بچے ہوتے ہین۔ اسیطرح اگر میان بیوی غیر مناسب عمر کی ہون یعنے میان بڈہا

اور بیوی جوان یا بیوی بڈہی اور میان جوان ہون تو بچے
ضعیف اور کم عقل اور باؤلے ہوتے ہین اگر ایک صحیح وتندرست
جوان مرد کسی اپنے رشتہ دار صحیح وتندرست اور جوان
عورت کی ساتھہ شادی کرے اور شادی کرنیسے پہلے اوس قاعدہ پر عمل
کرے جو بیوی کے انتخاب اور پسند کرنے کے باب مین
لکہا گیا ہی اور نیز اون قاعدون کی پابندی وپیروی کرے
جو آیندہ اس کتاب مین لکہے جاوینگے تو ہم کو یقین ہے کہ
کم عقل وضعیف اولاد نہ ہوگی بلکہ صحیح وتندرست اور عقلمند
اولاد ہوگی۔

امرسترڈام کے شہر مین ایک یہودیون کا خاندان
موجود ہی جسمین برسون سے قرابت مین شادیان ہوتی چلی
آتی ہین۔ ان کی اولاد صحیح وتندرست اور ذی عقل ہوتی
ہے۔

حال مین فرانس کے ایک حکیم نے ایسے گھرون کے
حالات دریافت کئے ہین جنمین قرابت مین شادیان ہوئی ہین

اور بعد دریافت کی بہت سی تختے چھپوائی ہین - اون تختون
کے ملاحظہ سی بہی معلوم ہوتا ہی کہ اون گھرون مین جسقدر
بچی پیدا ہوے ہین اون مین کوہی بچہ پاگل یا کم عقل یا ضعیف
نہین ہی مسلمانون مین توکفو و قرابت مین اکثر نکاح
ہوتے ہین مگر کوہی ایسا نتیجہ نہین نکلنا جیسا کہ اشٹاٹسٹکس
کے نقشون کو مرتب کرنے والے نکالتی ہین - اس موقع
پر ایک عورت کا قصہ قابل ذکر ہے -
ایک عورت لی ایک مرد کے ساتہہ شادی کی تہی چند
سال کے بعد بتقضاء الہی یہ مرد مرگیا پہر چار سال کے بعد
اوس عورت لی ایک دوسرے مرد کے ساتہہ شادی کی
اور بعد شادی کے دو بچے بھی پیدا ہوے یہ دونون بچی
نہایت صحیح و تندرست اور عالی دماغ و ذیعقل تھے -
بعد چند سال کی معلوم ہوا کہ یہ دوسرا مرد اوسکا حقیقی بہائی
تھا اور شادی کرنے سے پہلے اس رشتہ داری کی عورت
یا مرد کو مطلق خبر نہ تھی اس واقعہ کے سننے کے بعد میسلہ

کہ قرابت میں شادی کرنا مناسب نہیں ہی ایک خیالی مسئلہ معلوم ہوتا ہی۔

جب آپکو یہ قواعد معلوم ہو گئے کہ کس عورت کی ساتھہ شادی کرنے سی پرہیز کرنا چاہیئے تو شادی کرنے سے پہلے آپکو یہ لازم ہی کہ جس کسی عورت کی ساتھہ شادی کرنی منظور ہو اوسکی روزانہ حرکات و سکنات اور چال چلن اور عادات طبیعت و مزاج کو بغور جانچ لین اور اپنے خیال کو اوسپر ظاہر نہ کرین اور خود بھی بغیر نمائش اور ریا کے پتا لگاتے رہین چند روز کے عرصہ مین معلوم ہو جاویگا کہ اوس عورت مین وہ باتین جنسے پرہیز کرنا چاہیئے موجود ہین یا نہین دوسری صورت مین اوسکے ساتھہ نسبت مقرر کرکے شادی کر لیجیے۔ (۱)

(۱) احیا مین امام غزالی نے مفصلہ ذیل امور حسن و قبیح و انتخاب شوہر و زوجہ کی نسبت نہایت وضاحت اور دلائل سی تحریر فرمائے ہین مگر ہم اون کا خلاصہ لکھتے ہین۔ ۲

ان باتون پر اوسیوقت عمل ہو سکتا ہی جبکہ مردون اور عورتون کی تعلیم عمدہ طرح پر ہو بغیر تعلیم کے دلون کی تاریکی نہین جا سکتی اور خیالات روشن نہین ہو سکتے۔

لیکن بعض صاحب عورتون کو تعلیم دینا خلاف مصلحت جانتے ہین اور ان کو علم ایدان کا پڑہنا شرم کی بات اور بےحیائی سمجھتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ بات بات مین شرم جاتی ہی عورتین اگر اپنی شادی کے معاملہ مین کچہہ گفتگو کرین تو بیحیائی اور بڑی شرم کی بات ہی۔

(بعد شادی کے میان بیوی اپنے بزرگون کے سامنے آپسمین بات چیت کرین تو بدلحاظی ہے۔ اور کہا نا کہانے گین تو بے حیائی ہے۔ میان بی بی اپنے والدین کے سامنے اپنے بچون سے بولین یا کہلین تو بڑی شرم کی بات ہی۔ حیف برین شرم وحیا! یہ لغو خیالات صرف عمدہ تعلیم وتربیت کی نہونے سے پیدا ہوے ہین۔)

(۱) زوجہ اور شوہر ہم مذہب ہون ورنہ وہ دونون اسی دنیا مین جلاکر ینگے اور

اون کی اولاد مذہب مین ڈانوان ڈول اور متزلزل رہیگی۔

(۲) خوش خلق اور نیک مزاج بی بی کا گھر جنت سی بہتر ہے۔ اور بدمزاج عورتکا دوزخ سی بدتر۔

سیاح ازدی جو ایک بڑے بزرگ تھی کہتے ہین کہ چار عورتین نہایت ہی نفرت کے قابل ہین۔

اول جو خلع کیطرف مائل ہو۔

دوم شیخی مارنیوالی اور جو ساز و سامان پر فخر کرے۔

سوم فاسقہ ایسی عورت سی پرہیز کرنے کی ہدایت خدا نے بھی فرمائی ہے وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ (اور نہ چھپے یار بنانے والی)

چہارم زبردست عورت جو اپنے قول اور فعل مین شوہر پر بڑھ چڑھ کر رہے۔

(۳) خوبصورتی کیونکہ فطرتاً انسان اوسکا خواہشمند ہی اور خوبصورت بی بی کے ملنے سے انسان بری خواہش کے جال مین نہ پہنسے گا جبکہ انسان بالطبع مائل ہے تو شریعت بھی میان بیوی مین تکمیل الفت کے واسطے خوبصورتی کو ترجیح دیتی ہی۔ اگر صورت اچھی ہو اور سیرت بد ہو تو ایسی عورت سی نکاح نہ کرنا چاہیے کیونکہ اچھی صورت اپنی طرف راغب کرلیتی ہی اور نیک کامون مین ڈھیلا کردیتی ہی۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا

ہی کہ صرف جمال یا صرف مال کی وجہ سی نکاح مت کرو شاید جمال یا مال تباہی کراسکو

پیدا کر دین ۔

ایک حدیث مین ہی کہ اگر حسین مالدار دین دار عورتین ہون تو ان مین سے دیندار

کے ساتھہ نکاح کرنا بہتر ہے ۔ جمال اور مال پر عورت کی دیانت داری افضل ہی صرف مال کی طمع

سی نکاح نہ کرنا چاہئی ۔

حضرت سفیان ثوری کا قول ہی کہ جو مرد نکاح کرے اور پوچھے کہ عورت کے پاس

کیا کیا مال ہی تو سمجھ لو کہ وہ مرد چور ہی ۔ سسرال مین اس نیت سی تحفہ بھیجنا کہ وہان سے

زیادہ ملیگا زیادہ طلبی ہے جسکو خدا نے منع فرمایا ہی ولا تمنن تستکثر یعنے اس نیت

سی نہ دو کہ بہت سا لو بلکہ بعض محتاط بزرگون نے ایسے زیادہ طلبی کو قمار یا سود مین داخل

کیا ہی بہر حال نکاح مین لینا دینا بطور بدلہ کے مکروہ ہی کیونکہ بمقتضاے حدیث تہادوا

وتحابوا یعنے باہم ہدیہ دو اور محبت پیدا کرو مگر زیادہ طلبی کی نیت سی ہدیہ دینے مین

محبت نہین ہوتی ہے ۔

حضرت اعمش کا قول ہی خوب دیکھہ بھال کر اور اوصافون سے واقف

ہو کر نکاح کرو ورنہ انجام کار رنج وغم مین مبتلا ہو جاؤ گے ۔ گو اچھی صورت ظاہر

نظر سے معلوم ہو جاتی ہے لیکن سیرت کا دریافت کرنا مشکل ہی مگر بغیر دریافت سیرت

کی نکاح نہ کرنا چاہیئے معتبر اور راست گو لوگون سی عورت کی اوصاف دریافت

کر لینا چاہین۔ دہوکا نکاح نکاح ہی نہین ہی۔

حضرت عمرؓ کے عہد مین ایک بڈہی ورنے خضاب کر کے اپنی آپ کو جوان باور

کرا کر نکاح کیا جب اسکی نالش ہوی تو حضرت عمر نے اوس بڈہی کو دہوکہ دہی کی سزا دی

(**امام احمدؒ** نی عقلمند نابینا عورت کو کم عقل بینا عورت پر ترجیح دیکر اپنا

نکاح کیا اور فرمایا کہ عقل کی بصیرت ظاہری بصیرت سی بہتر ہے۔ مگر یہ بہی نچاہیئے کہ

جمال کی لذت سی نفرت کیجاے کیونکہ جمال کی لذت مباح ہے اور بیبی کا جمال

شوہر کے واسطے ایک قلعہ ہی۔ کہتے ہین جس کو خوبصورت اور خوش خلق سیاہ

چشم و سیاہ مو بڑی آنکہون والی گورے رنگ کی عورت ملجاے اور وہ صرف

اپنی شوہر کو چاہتی ہو تو سمجہ لو کہ گویا اوس شخص کو دنیا ہی مین حور ملگئی۔

(۴) عورت کا مہر کم ہو حدیث مین آیا ہے کہ جس عورت کا مہر کم ہو اور اوسکی

نکاح کی بعد جلد اولاد پیدا ہو وہ مبارک ہے۔

(۵) عورت بانجھ نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

علیکم بالولود الودود یعنی ایسی عورت سی نکاح کرو جسکے اولاد ہوتی ہو

اور شوہر دوست ہو۔ اگر عورت کنواری ہو اور معلوم نہ ہو سکے کہ اسکو اولاد ہوگی یا نہین تو

تندرست اور پوری جوان سے نکاح کرو کیونکہ تندرستی اور پوری جوانی سے اولاد کی توقع ہو سکتی ہے - حدیث مین آیا ہے کہ بانجھ عورت بوریہ سے بدتر ہے -

(۶) کنواری عورت مردرسیدہ عورت سے بہتر ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر سے فرمایا تھا کہ تم نے کنواری سے نکاح کیون نہ کیا - کنواری مین تین فائدہ ہین

اول عورت کو پہلے شوہر کی محبت پر اثر ہوتی ہے کیونکہ یہ فطرتی اثر ہے کہ پہلے مالوف سے زیادہ دل بستگی ہوتی ہے - مردرسیدہ عورت سے شاید پہلے شوہر یا کسی چیز سے زیادہ مالوف ہے اور پچھلی شوہر سے کم ہو یا مطلق نہ ہو -

دوم یہ بھی فطرتی امر ہے کہ مرد کنواری عورت سے زیادہ مانوس ہوتا ہے - اور مردرسیدہ عورت سے کم اس وجہ سے کہ اوسمین دوسرے مرد کی بو آتی ہے جس سے طبعاً نفرت ہوتی ہے -

سوم کنواری کا دل پہلے شوہر کی یاد سے خالی ہوتا ہے جیسے ہی عیش مین کوئی خلل نہین پڑ سکتا اور وہ شوہر کو اپنا پہلا محبوب سمجھنے کی کامل قابلیت رکھتی ہے اور یہ باتین میان بیوی کے واسطے نہایت ہی ضروری ہین -

(۷) عورت مہذب خاندان کی ہو کیونکہ ایسی عورت خود تعلیم و تربیت یافتہ ہو گی اور جو عورت خود مہذب و مودب نہ ہو گی تو اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت پر ہرگز متوجہ

نہین ہوسکتی ہے - ایسی نامہذب عورتون کی نسبت آنحضرتؐ نی فرمایا ہے خضراء الدمن یعنی گہوڑے کی اوپر کی سبزی سے بچو - جب بعض اصحاب نے پوچھا کہ گھوڑے کی سبزی سے کیا مراد ہے تو آپ نی فرمایا وہ خوب صورت عورت جو بری جگہہ پیدا ہوی ہو - اوجنہو نامہذب گھر مین پرورشش پائی ہو -

ایک حدیث مین ہے کہ لوگو اپنے جوہر لطیف کی لئے اچھی مہذب عورتین پسند کرو کہ رگ قرابت اصول کے اخلاق کو اولاد مین کھینچ لاتی ہے -

آنحضرتؐ نی فرمایا کہ ایسی عورت سی نکاح مت کرو جو قرابت قریبہ رکہتی ہو کیونکہ قرابت قریبہ کے تعلق کا خیال غلبہ و جوشش خواہش کو اچھی طرح پر ابہرنے نہین دیتا ہے اوراس جوشش کی نقص سی اولاد ضعیف پیدا ہوتی ہے -

قوانین ہنود مین عورت کے حسن و قبح کا حسب ذیل ذکر ہے جسپر ہنود صاحبان کو متوجہ ہونا لازم ہے -

(۱) جاگہ ولگ منی کا قول ہے کہ عورت مرض لا علاج مین مبتلا نہ ہو - اگر ایسے مرض مین مبتلا ہو تو اوس سی بیاہ نہ کرو -

(۲) عورت بیوہ نہ ہو - کنواری ہو - بنظر حفاظت اولاد یہ بہی حکم ہے کہ عورت بغیر بہائی کے نہو کیونکہ کہین عورتکا باپ اوسکی پسر کو اپنا بٹیا نہ بنا لے

(۴) ہم گوتر (ہم خاندان) اور مان سے پانچ پشت مین نہ ہو اور باپ سے سات پشت
مین نہو اگر اسکی اندہ ہو تو اوس سے بیاہ نکرنا چاہیے۔

[illegible] ہین ہم قوم ہون **منوجی** فرماتی ہین کہ اپنے ہم قوم مین برابر دالے
[illegible] جسمین ہر قسم کی خوبیان ہون بیاہ کرو۔

(۵) **جباگہ ولک سمرتی** مین لکہا ہے کہ اگر عورت نشہ باز ہو یا دائم المرض یا شوہر
کو کراہیت کی نظر سے دیکہتی ہو یا لڑاکن ہو یا بانجہ ہو یا فضول خرچ ہو تو وہ نہ اس قابل
ہے کہ اوس سے شادی کیجاے بلکہ اگر شادی کرلی ہو تو اوسکو علیحدہ کر دینا چاہیے

چھٹی فصل

عورتکو کس مرد کیساتھہ شادی کرنیسے پرہیز کرنا چاہیئے (۱)

پہلے فرض کرلو کہ عورت بیس برس کی ہوگئی ہے اور گھر کے کاروبار چلانے مین اوسکو پوری مہارت حاصل ہوچکی ہے اور وہ کسی موروثی خاندانی بیماری مین مبتلا نہین ہے تو اوسکو ایسے مرد کے ساتھہ شادی کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے جو کسی موروثی بیماری مین مبتلا ہو یا جو اکثر بیمار رہتا ہے

دوسرے ایسے مرد سے شادی نہ کرے جو نشہ باز ہو اور جسکو شراب اور تاڑی اور سیندہی پینے کی عادت ہو۔ نشہ باز مرد اکثر بیمار رہتے ہین اور عمر طبعی کو پہونچنے سے پہلے ہی مرجاتے ہین عورت کو شادی کی سچی خوشی اور زندگی

(۱) نوٹ مندرجہ فصل پانچ کو ملاحظہ فرماے۔

کا لطف مرغوب ہو تو اوسکو ضرور ہے کہ نشہ باز مرد کے ساتھہ شادی کرنے سے پرہیز کرے - ایک نفیس الطبع متقی عورت ہرگز ایسے مرد کو پسند نہ کرے گی جسکے منہہ مین جسم مین اور کپڑون مین شراب یا سیندہی کی بو آتی ہو یا یہ کہئے کہ جو شخص شراب یا سیندہی مین بسا رہتا ہو - وہ ایسے مرد کو نفرت کی نظر سے دیکھے گی - ہم کو حیرت ہے کہ کیون بعض نفیس الطبع عورتین نشہ باز مردون کے ساتھہ شادی کرلیتی ہین! اگر بغور خیال کیا جاوے تو اسکا سبب شاید یہ ہو کہ ان عورتون کے باپ دادے نشہ باز تھے - باپ کو ہمیشہ شراب پیتے ہوے دیکھکر عادت ہو گئی ہو گی یا طبعی نفرت کم ہو گئی ہو گی یا جاتی رہی ہو گی ظاہرا تو اور کچھہ سبب نہین معلوم ہوتا - پھر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض عورتین جنکے باپ دادے نشہ باز نہ تھے کیون ایسے نشہ باز مردون کے ساتھہ شادی کرلیتی ہین؟ شاید اسکا سبب یہ ہے کہ ایسی عورتون مین شوق خانہ آبادی اور خواہش مال و دولت زیادہ ہوتی ہے -

ہماری ایک مہربان پارسا بی بی ہین جنہون نے تین درخواستون اور پیغامون کو جو بڑے مالدار و دولتمند جاگیردارون کی جانب سی پیش ہوے تھی فقرا سیو جسہی نا منظور کردیا کہ وہ جاگیردار نشہ باز تھے اوس نیک انجام بی بی نے چند سال حالت ناکتخدائی مین اپنی زندگی بسر کی یہانتک کہ ایک ایسے تمیزدار مرد کی طرف سی درخواست پیش ہوی جسکو نشہ بازی کی مطلق عادت نہ تھی فوراً اوس درخواست کو منظور کرلیا اور اوس پارسا مرد کے ساتھہ شادی کرلی - یہ نیک اور دانشمند بی بی ابتک زندہ ہین (خدا انکی عمر اور دراز فرماوے) اور نہایت خوشی اور آرام و آسایش کے ساتھہ اپنی زندگی بسر کرتے ہین -

نشہ باز مردون مین بہت سی خراب عادتین پیدا ہوجاتی ہین یہ قاعدہ کی بات ہی کہ جو شخص شراب زیادہ پیتا ہے وہ اوسیقدر اور زیادہ خواہش پرور اور نفس پرست ہوجاتا ہے -

شراب کسی قسم کی کیون نہ ہو اگر اوسکو اسقدر پینا شروع کردین کہ نشہ باز ہوجاوین تو لامحالہ صحت مین خلل پیدا ہوجائیگا

امراض پیدا ہوون گے سوا اسکی بے حیائی خواہش زیادہ
کی عادت اور بے اعتدالی بہت زیادہ پیدا ہو جاوے گی۔
نشہ باز مردون کے دماغ بھی بگڑ جاتے ہین ضعف دماغ
پیدا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ عقل جاتی رہتی ہے اور پھر ایسے
مردون سے دنیا کے بڑے بڑے اہم کام چل نہین سکتے نشہ باز
کی نقصانات کہانتک بیان کئے جائین نشہ باز مرد اپنے
جوہر نفیس کو بے موقع اور بے جا صرف کرتے ہین اور انتہا
کے بے اعتدال ہو جاتے ہین کوئی روز خالی نہین جاتا جسمین
اوباشی اور بے اعتدالی اور سیاہ کاری نہ ہوتی ہو۔
(کیا وجہ ہی کہ جب کسی ایک عورت سی شادی سے پہلے
بے اعتدالی سیاہ کاری ایک دفعہ بھی ہو جاتی ہے تو
چارون طرف سی اوس عورت کو طعنے دئے ہوتی ہے ہر
کس و ناکس اوسکو ذلیل و حقیر سمجھتا ہے اور سب اوسکو
نفرت کی نظر سے دیکھتے ہین اور اوسکی ساتھ شادی کرنے
سی پرہیز کرتے ہین یہانتک کہ اوسکے بھائی اور ماں باپ

اور اوسکے گھر بھر کو برادری سے خارج کر دیتے ہین اور اون کا
حقہ پانی بند کر دیتے ہین؟ اور اگر کسی ایک مرد سے شادی
سے پہلے ہزار دفعہ ہزار مرتبہ بے اعتدالی سیاہ کاری سرزد
ہو تو اوسکو ذلیل وحقیر نہین سمجھتے اور نہ اوسکے مان باپ کا
حقہ پانی بند کرتے ہین اور نہ اوسکو نفرت کی نظر سے دیکھتے
ہین اور نہ اوسکے ساتھہ شادی کرنے سے پرہیز کرتے
ہین؟ اے عورتو کیا آپ اس سوال کا جواب دے سکتی ہو؟
کیا تم اسکا سبب بتا سکتی ہو؟ اے عورتو کیا تم جانتی ہو کہ
تم مین سے کوی عورت شادی سے پہلے ایک مرتبہ بھی
سیاہ کاری کی مرتکب ہو تو اوسکو کون نفرت کی نظر سے
دیکھتا ہی؟ کون اوسکے ساتھہ شادی کرنے سے پرہیز
کرتا ہے؟ **مرد!** کیا تم جانتی ہو کہ مردون مین سے
کوی مرد بے اعتدالی سیاہ کاری اور اوباشی کا ہزار
مرتبہ مرتکب ہو تو اوسکو کون نفرت کی نظر سے نہین دیکھتی؟
اور اوسکے ساتھہ شادی کرنے سے پرہیز نہین کرتی؟ **عورت!**

اب تم خود غور کرو تمہارا یہ سلوک اور مردونکا وہ سلوک ہے۔ کیا اس کو انصاف کہینگے؟ ہرگز نہین انتہا درجہ کی بے انصافی ہے

(اے عورتو اگر تمہین عزت منظور ہو وقعت مرغوب ہو اور تہذیب مطلوب ہو تو تم کو بھی چاہئے کہ ایسے مردون کے ساتھ جنسے بے اعتدالی سیاہ کاری ہوتی ہے شادی کرنے سے پرہیز کرو اور ایسے مرد کو نفرت کی نظر سے دیکھا کرو اور اوسکی صحبت سے دور بھاگو۔)

اے عورتو یقین کرلو اگر تم نے یہ طریقہ اور یہ اصول اختیار کرلیا تو تھوڑی ہی مدت مین مردون سے یہ سیاہ کاری جاتی رہے گی اور سچی تہذیب دنیا مین پھیل جائے گی سچی تہذیب کی حصول کے لئے ضرور ہے کہ ایک عورت کو جسقدر پاس عفت وعصمت وپاک دامنی چاہئے اوسیقدر مرد کو بھی پاس عفت وپاک دامنی درکار ہے۔ مرد عورت دونو کو برابر عصمت اور پاک دامنی کا خیال رکھنا چاہئے

مردون کو بہی سوائے اپنی عورتون کے کسی غیر عورت کی صورت نہین دیکہنی چاہئے جسطرح عورتون کو سوائے اپنے مردون کے غیر مرد کی صورت نہین دیکہنی چاہئے۔

اگر اس معقول اصول پر عمل کیا جائیگا تو دنیا سے سیاہ کاری اٹھہ جاوے گی اوباشی اور بے اعتدالی کا نام نہ رہے گا۔

اے عورتو تم کو لازم ہے کہ ایسے مردون کے ساتھہ شادی کرنے سے پرہیز کرو جنکو نشہ بازی اور عیاشی کا شوق و عادت ہو۔

تیسرے ایسے مرد کے ساتھہ شادی کرنے سے پرہیز کرو جو کاہل اور آرام طلب ہو اور جو دوسرونکے کہانے پر اپنی زندگی بسر کرتا ہو اور دوسرے کی ٹکڑون پر پڑا ہو اور خود محنت کرکے نہ کماتا ہو۔

چوتھی بڈہے مرد کے ساتھہ یا ایسے مرد کے ساتھہ (جسکی عمر شادی کرنے کے قابل نہ ہو) شادی کرنے سے پرہیز کرو۔

پانچوین ایسے مرد کے ساتھہ شادی نہ کرو جو غیر مذہب

رکھتا ہو۔ ایک مسلمان عورت کو ایک عیسائی مرد کے ساتھ شادی کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

چھٹے ایسے مرد کے ساتھ شادی کرنے سے پرہیز کرو جو تم سے بہت زیادہ قوی ہیکل ہو۔

ساتوین ایسے مرد سے شادی نہ کرو جو محض فضول خرچ یا بد مزاج ہو۔ اسکے نقصانات بتفصیل پانچوین فصل مین بیان کئے گئے ہین۔

آٹھوین ایسے مرد کے ساتھ شادی کرنے سے پرہیز کرو جو قمار باز ہو یا جاہل محض ہو۔

نوین۔ ایسے مرد کے ساتھ شادی نہ کرو جسکے عادات واوصاف سے تم ناواقف ہو۔

اے عورتو جب تم کو یہ معلوم ہوگیا کہ کس مرد کے ساتھ شادی کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے تو تمکو لازم ہے کہ مرد کے عادات واوصاف وخصائل سے بخوبی آگاہ ہوکر نسبت مقرر کرو اور پھر شادی کرلو۔ (۱)

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ عورت اور عورت کے ولی پر واجب ہی کہ جسکو شوہر بنانا منظور ہو اوسکی عادتون کی خوب آزمایش کرلے اور اپنی لڑکی پر شفقت کرے ایسے مرد سے اوسکا نکاح نہ کرے جسکے جسم یا عقل مین کوی نقص ہو یا اوسکی عادتین اچھی نہ ہون یا دین و تہذیب مین نقص ہو یا حقوق زوجہ کے ادا کرنے مین قاصر ہو یا نسب مین عورت کا ہم کفو نہو۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ نکاح کا اثر اور تعلق گویا عورت کو شوہر کی محکوم بنا دیتا ہی تو نکاح سے پہلے دیکھہ لیا کرو کہ عورت کو کس مرد کے حوالے کرتے ہو عورت کے حق مین بہ نسبت مرد کے زیادہ احتیاط درکار ہے۔ عورت نکاح کے سبب سے ایسی قید مین پڑتی ہے کہ پھر اوس سے بآسانی چھوٹ نہین سکتی مرد کا حال اسکے برعکس ہی۔

حدیث مین ہی کہ جب کوی شخص اپنی لڑکی کا نکاح کسی فاسق یا نا مہذب یا ظالم یا بدعتی یا شراب خوار سے کرتا ہے تو وہ خدا تعالے کے غصہ کا مستوجب ہو جاتا ہی۔ کہ اوس نے ایسا مرد تجویز کیا کہ جس سے حق قرابت منقطع ہو گیا جس نے اپنی لڑکی کو فاسق کو بیاہ دیا اوس ہے نے اپنی قرابت کو قطع کر دیا

حضرت حسن بصری رح سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ میری لڑکی کے خواستگار چند شخص ہین آپ فرمائے کہ مین کس صفت کے مرد کو دون آپ نے فرمایا کہ جو مرد **صالح اور عقلمند** ہو کیونکہ صالح اور عقلمند حیادار ہوتا ہے اور ظلم سے اوسکو عار ہوتا ہے اگر وہ زوجہ کو پیار بھی نہ کریگا تاہم وہ اوسے تکلیف دینے کو بھی بخوف خدا و بمقتضا ے حیا روا نہ رکھے گا اور اگر چاہے گا تو اوسکی محبت صادق ہوگی اولاد اچھی قوے القوے پیدا ہوگی اور اپنے باپ کی زندگی کو اپنی زندگی کا نمونہ بناکر صالح بنے گی۔ مرد کا حسن عقل ہے اگر مرد عقلمند نہو تو گو وہ کیسا ہی خوبصورت ہو مگر کسی کام کا نہین حضرت علی رضا نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے۔

شعر

جمال النسا فی شکولہن — وجمال الرجال فی عقولہم

عورتون کا جمال اونکی شکلوں مین ہے — اور مردونکا جمال اونکی عقلون مین

سنو دیوالیہ وسستہ منیون کا قول ہے کہ جو شخص پیدائشی رذیل ہو یا جسمانی سقم رکھتا ہو یا کمینہ ہو یا خلاف طریقہ دھرم شاستر گدای کرتا ہو یا دین دارون کے جلسہ سے نکالا گیا ہو یا کسی زبون یا مہلک عارضہ مین مبتلا ہو یا اوباشر

دسیاہ کار ہو اوسکو لڑکی نہ دی جائے اور اگر دے دی گئی ہو تو اوس سے
واپس کرلینی چاہیے (۱) اے ہندو بھائیو ذرا اپنے بزرگون کے اقوال پر توجہ کرو
اور اپنی لڑکیون پر رحم کرو۔ اون خوبصورت نور کی مورتون کو مال و دولت
کی لالچ مین ایسے خراب مردون کو دے کر اونکی زندگی برباد نہ کرو اور جبتک
مرد عورت کامل جوان نہ ہولین اونکی شادی مت کرو صغر سنی کی شادی مین مرد
عورت کی حسن و قبح معلوم نہین ہوسکتی ہین ۔ شادی کے بعد ماتاجی† کبھی دولہا کی آنکھون
کی نور کو غصب کرلیتی ہین اور کبھی دولہن کو بیوہ بنادیتی ہین اور دولہن بیچاری
کنواری کی کنواری رہ جاتی ہے اور کبھی ماتاجی کی برکت سے دولہن اندھی ہوجاتی
ہے کبھی اوسکی چہرہ کو ماتاجی دیمک بنکر چاٹ جاتی ہین اور اچھی صورت سے بدصورت
بنادیتی ہین اور یہ ایسے امور ہین جنسے میان بیوی مین سچی الفت اور دایمی محبت
ہی پیدا نہین ہوسکتی ہے ۔

(۱) کولبروکس ڈائجسٹ جلد ۲ کتاب ۴ ترجمہ اشلوک ۱۷۸ و ۱۵۱ و ۱۵۳ ۔

† چیچک ۔

ساتوین فصل

خواہش نفسانی کا بیجا استعمال

آج کل یہ خیال عالمگیر ہو گیا ہے کہ صرف خواہش نفسانی
کی مٹانے ہی مین دنیا کا لطف وفرہ ہے لذت ہے تو اسی مین
ہے عیش وخوشی ہے تو اسی مین ہے اور پھر اسمین افراط اس
درجہ کا ہے کہ خدا کی پناہ ۔ مرد کامل جوان ہونے سے پہلے
ہی خواہش نفسانی کے مٹانے پر کمر باندہتے ہین اوباشی
شروع کر دیتے ہین اس زمانہ مین مین عیاشی کی بیمارے
چارون طرف پھیلی ہوی ہے چھوٹے بڑے سب اس مین
مبتلا ہین ۔ گویا جو شروع جوانی مین سیاہ کاری نہ کرے
وہ مرد ہی نہین سمجہا جاتا ہے ۔ ہر شخص مردون کی فہرست
مین اپنا نام داخل کرانے کے واسطے شروع بلوغ ہی
مین سیاہ کاری اور بے اعتدالی مین مبتلا ہو جاتا ہے

میان بیوی یہی کثرت مقاربت کو دنیا کی بڑی
لذت جانتے ہین ۔ خواہش نفسانی کا بیجا استعمال
شدت سے پھیلا ہوا ہی اور اوسکا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ لوگ
تمام عمر قسم قسم کی امراض مین مبتلا رہتے ہین اور آخرکار
اپنی عمر طبعی کو پہنچنے سے پہلے ہی مرجاتے ہین ۔ اسبات
کا جاننا کہ خواہش نفسانی کو اعتدال کے ساتھہ کسطرح
پر رفع کرنا چاہیے ایک ضروری امر ہے اور اسی پر عمل کرنے سے
زندگی کی سچی خوشی اور آرام و آسایش حاصل ہوتی ہے
خواہش نفسانی کا بیجا استعمال یہ ہے کہ انسان کثرت سے
مقاربت کرے یا ایسے مواقع پر خواہش نفسانی کو رفع کرے
جو خلاف فطرت ہی ۔

غلبہ خواہش کے بہت اسباب ہین پہلی خود ماں باپ
اسکے باعث ہوتے ہین ۔ جب کسی بچہ کے پیدا ہونے سے
پہلے زمانہ حمل مین اوسکے ماں باپ کثرت مقاربت کے مرتکب
ہوتے ہین تو اوس بچہ مین یہ عادت منتقل ہوتی ہے

جسطرح ماں باپ کی خاندانی بیماری اولاد مین آتی ہے اوسیطرح
اونکی عادات واوصاف اون کے خیالات اور آداب
اور اخلاق بچون مین منتقل ہوتے ہین[1] شراب خواری نشہ بازی
اور گرم روغن دار غذا کا کثرت سی استعمال کرنا غلبہ خواہش
کا دوسرا سبب ہی گوشت۔انڈے۔مچھلی۔کالی مرچ
گرم مصالح۔اور برانڈی اور وسکی کا کثرت سے استعمال
کرنا خواہش نفسانی کا ایک قوی محرک ہی۔آج کل اسقدر
شرابین پی جاتی ہین اور اسقدر گرم روغن دار غذائین کھائی
جاتی ہین کہ مردون کو بجز اوباشی اور خواہش رانی اور سیاہ کاری
پاک دامنی کے ساتھہ زندگی بسر کرنی نہایت مشکل ہے
وہ مرد جو آج کل کے طریقہ زندگی پر چلتے ہین لامحالہ اوباش
اور سیاہ کار بنجاتے ہین۔

(۲) تنگ لباس بھی خواہش نفسانی کا محرک ہی حیت
کمر بند اور تنگ لباس اوس خون کو جو دل کیطرف
رجوع کرتا ہے روکتا ہے اور اوسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خواہش

(۱) بانئے اسلام نے کیا خوب ارشاد کیا ہی کہ رگ قرابت ماں باپ کی اخلاق کو اولاد مین کھینچ لاتی ہے

نفسانی کے سرچشمہ مین زیادہ خون جمع ہوتا ہے اور فوراً تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔ بیکار اور بے شغل رہنا اور عشق آمیز قصون کی کتابین پڑہنا بھی خواہش نفسانی کا محرّک ہے بے شغل مردون کے لئے یہ امر قریب ناممکن کے ہے کہ وہ آج کل عشق آمیز قصے پڑہا کرین اور پہر خواہش نفسانی کو بیجا استعمال سی پرہیز کر سکین۔

کیا آپ جانتی ہین کہ خواہش نفسانی کے بیجا استعمال سی کیا کیا نتایج مترتب ہوتے ہین؟ کسطرح اسکا اثر بچون اور جنین اور شادی والے مردون پر پڑتا ہے؟ کیا آپ جانتے ہین کہ خواہش نفسانی کے بیجا استعمال سے صحت و تندرستی مین کہانتک نقصان پہونچتا ہے؟ آرام و آسایش اور سچی خوشی اور لطف زندگی مین کسقدر فرق آجاتا ہے؟ یہ سوال اس لایق ہین کہ ان کے جواب نہایت سچائی اور تحقیق کے ساتھہ دینے چاہئین۔

(یہ سبکو معلوم ہے کہ مقاربت سی انسان کے جان بخش

چیزون مین دو چیزون کو بڑا نقصان پہونچتا ہے - پہلی
جوہر لطیف کو جو حرارت غریزیہ سی ملکر خالص خون سے
بنتا ہے یا یہ کہئے کہ جو خون کی روح ہے نقصان پہونچتا ہے
یہ جوہر وہ چیز ہی جسمین خدا نے جان بخشی کی قوت دی ہی
یہ وہ چیز ہے جو ایک مضغہ گوشت مین جان ڈالتا ہے
اور جب یہ جوہر لطیف انسان کے خون مین جذب ہوتا ہے
تو انسان کو عجیب رونق اور تازگی بخشتا ہے -
دوسرے ادن اعصاب کو جنپر زندگی کا مدار ہے
نقصان پہونچتا ہی جسقدر خواہش نفسانی کا چشمہ خالی ہوتا
جاتا ہی اوسیقدر اعصاب بھی کمزور ہوتے جاتے ہین کثرت
مقاربت سی اگر جوہر لطیف بی موقع صرف ہوتا ہے تو
(معاذ اللہ) انسان کی جان پر سخت آفت آجاتی ہے -
انسان کی طبیعت
اسدرجہ کمزور ہوجاتی ہے کہ سب قسم کی بیماریان گھیر
لیتی ہین اور بیماریون کا سخت غلبہ ہوجاتا ہے اور آخر کو

انسان بتدریج گھٹتے گھٹتے عمر طبعی کو پہونچنے سے پہلے ہی مرجاتا ہے۔ ان باتون کے ثبوت کے لئے اسیقدر کافی ہے کہ جو لوگ خواہش نفسانی کا بیجا استعمال کرتے ہین اون کے حالات کے روزنامچے لکھے جائین اور بغور تامل دیکھا جاے کہ چند روز مین اون کی حالت کسقدر ردی ہو جاتی ہے دماغی امراض پیدا ہو جاتے ہین ہر قسم کی بیماری غالب ہو جاتی ہے۔ گالون مین گڑھے پڑ جاتے ہین۔ رنگ زرد ہو جاتا ہے لاغری اور نقاہت مسلط ہو جاتی ہے ضعیف و ناتوانی اون پر اپنا قبضہ کر لیتی ہے۔ دیکھئے اون مردون کی طبیعت کسقدر کمزور و مضمحل ہو جاتی ہے جو کسبیون کے در دولت پر تشریف فرما ہوتے ہین یا اون کو اپنے یہان بلا کر جوہر لطیف کو ضایع کرتے ہین۔ نہین معلوم ایسے مردون کی عقل کہان چلی جاتی ہے[۱]۔ کیا ایسے مردون کو اپنی عورتون سے سچی محبت ہوتی ہے؟ ہرگز نہین۔ کیا وہ نادان مرد یہ جانتے ہین کہ اس سیاہ کاری اور

(۱) بانی اسلام نے سچ کہا ہے کہ بدکاری کے وقت نور ایمان (عقل) علیحدہ ہو جاتا ہے۔

بداعتدالی اور اوباشی سے کیا کیا نقصان پہونچتے ہین۔
ان کو یہ معلوم نہین کہ کسبیون مین فیصدی ننانوے ۹۹ کسبیان
کسی نہ کسی قسم کے آزار مین مبتلا رہتی ہین؟ اور ایسے کسبیون
کے ساتھہ مقاربت کرنے سے امراض و آزار مین گرفتار ہوتی ہین
کیا یہ نادان مرد اس بات سے واقف نہین ہین کہ کسبیون مین
فیصدی پچاس سے زیادہ عورتین آتشک کی بیماری مین مبتلا رہتی
ہین؟ اور جب ان مردون کو آتشک کی بیماری ہوجاتی
ہے تو خدا کی پناہ مرتے دم تک نہین جاتی اور جب ایسے مردون
کو اولاد ہوتی ہے تو اس آتشک کا اثر اولاد مین نسلاً
بعد نسل چلا جاتا ہے؟ ہم نے ایک بچہ کو دیکھا غالباً
پانچ برس کی عمر کا تھا۔ خوبصورت ہوشیار اور ذی فہم
یہ سب کچھہ تھا مگر جب اس بچہ کو منہ کہولنے کے لئے کہا گیا
اور اوس نے اپنا منہ کہولا تو یہ دیکھا کہ اوس بچہ کے تالو
کو آتشک کی دیمک چاٹ گئی تھی سوراخ پڑ گئے تھے۔
اس بچہ کا حال زار دیکھکر سخت عبرت ہوئی۔

اگر کسی صاحب کو ہمارے اس بیان مین شبہہ ہو تو
بہتر ہی کہ وہ کسی دارالشفا اور ہاسپٹل مین جا کر اون عورتون کو
دیکہین جو اسی قسم کی آزارون مین مبتلا ہین صرف اونکا دیکہنا
اور اونکی حالت زار پر نظر ڈالنا عبرت اور یقین کے لیئے
کافی ہے اگر ان عورتون کے حالات کو دیکہنے سے ہی عبرت
نہ ہو اور شبہہ رفع نہ ہو تو اون مردون کو جا کر دیکہو جو آزارونمین
مبتلا ہین اون کی جسم مین شرم گاہون مین ناسور پڑگئی
ہین اور اون کا سڑ سڑ کر گرنا عبرت کی لیئے کافی ہو جائیگا۔
(یہ عام خیال ہی کہ نکاح کی وجہ سی کثرت مقاربت جائز ہے
اور اسمین کچہہ نقصان نہین ہوتا ہے یہ خیال غلط ہی ہم مین
سی اگر کوئی شخص بہی قانون قدرت کی خلاف ورزی کرے گا
تو فوراً سزا پائیگا مثلاً ایک مرد شب بہر بیدار رہکر اپنی
منکوحہ بیوی کے ساتھہ کثرت سی مقاربت کرے اور ایک
دوسرا مرد کسی ایک کسبی کے ساتھہ شب بیداری و کثرت
سی مقاربت کرے تو صبح کو دونون مردون کی صورتون

پریشان کسلمندی وضعف پایا جائے گا۔ وہ پہلا مرد نکاح کی وجہ سے ہرگز ضعف وکسلمندی سے نہ بچیگا ضرور سزا پاویگا کیونکہ خدا نے اپنے قانون مین یہی بات رکھی ہے کہ جو انسان قانون قدرت کی خلاف ورزی کرے گا ساتھ ہی سزا پاویگا

الحاصل کثرت مقاربت نکاح والے میان بیوی کو بھی اوسیقدر نقصان پہونچاتی ہے جسقدر ایک عیاش مرد اور کسبی کو نقصان پہونچاتا ہے۔ شادی کے بعد میان بیوی مین اگر کثرت مقاربت ہو تو اوسکو ہم بلاشبہ شرعی فحش کہینگے۔

آج کل صحیح وتندرست وطاقتور نوجوان مرد صحیح وتندرست نوجوان عورتون کے ساتھ شادی کرتے ہین اور فوراً ہی کثرت مقاربت کی بیماری مین مبتلا ہو جاتے ہین۔ پانچ جمعگی کے اندر اپنے جوہر لطیف کو اسقدر ضایع کردیتے ہین کہ پناہ بخدا کوی دن کوی رات ایسی نہین گذرتی جسمین کئی دفعہ مقاربت نہ ہوتی ہو۔ اوسکی سزا بھی ساتھ

ہی مل جاتی ہی۔ اون کی طبیعت کمزور ہو جاتی ہے صحت وتندرستی مین خلل پیدا ہو جاتا ہی ضعف وناتوانی چہا جاتی ہی حرارت عزیزی مین ضعف آجانے سی خواہشین بہی کم ہو جاتی ہین جس سی کامل لذت حاصل نہین ہو سکتی ہے۔

(ای دولہا دولہن تم ہی خود غور کرو کہ کیا اس کثرت مین کچھہ فایدہ ہے؟ کیا اس کثرت مقاربت مین تمہاری قوت بڑہتی ہے کیا تم کو آرام وآسایش ملتی ہے؟ کیا اس سے تمہارے دماغ مین قوت پیدا ہوتی ہے کیا تم خیال کرتی ہو کہ اوس سی سچی محبت پیدا ہوتی ہے؟ ہرگز نہین ہرگز نہین سچی محبت اور کمال موافقت مطلوب ہو تو چاہئے کہ اعتدال اور پاکدامنی کے ساتھہ زندگی بسر کرو[1] ایسی میان بیوی مین ہرگز سچی محبت اور کمال موافقت پیدا نہ ہوگی۔)

(مقاربت کی لئے یہ امر ضرور ہی کہ اوسوقت عورت مین کامل خلبہ

(۱) بانئے اسلام نے کیا اچھا عام اصول سب کامون مین اعتدال قایم رکھنے کے واسطے اپنی اس ایک جملہ مین مقرر فرمایا ہی خَیْرُ الْاُمُورِ اَوْسَطُهَا۔

خواہش طبعی کا سوجود ہو۔ یہ طبعی خواہش عورتون مین ایام
معمولی کی گذرتے ہی پیدا ہوتی ہے اور یہی حمل قرار پانے
کا زمانہ ہی اسی زمانہ مین مقاربت کرنا چاہیے اور جب معلوم ہو جا
کہ حمل قرار پاگیا تو پہر ہرگز مقاربت نہ کرنا چاہیے کیونکہ
مقاربت سے جو بات مطلوب تہی وہ حاصل ہوگئی یعنے اولاد
بعد حمل قرار پانے کے مقاربت کرنا گویا جوہر لطیف کو ضایع
کرنا ہے اور اوگی ہوی کہیتی مین تخم ریزی کرنا ہے
جو عقل سے بعید ہے۔ حیوان تک اسکو پسند نہین کرتے
اور نہ زمانہ حمل مین مقاربت سے پرہیز کرتے ہین۔
ہم اس جگہہ کثرت مقاربت کی نقصانات تفصیل وار بیان
کرتے ہین سب سے پہلی جوہر لطیف ضائع ہوتا ہے۔ دوسرے
اعصاب کم زور و ناتوان ہوتے ہین تیسری معدہ ضعیف
ہو جاتا ہے ہضم مین فتور آجاتا ہے بڑہتے بڑہتے طرح
طرح کے امراض پیدا ہو جاتے ہین۔ کثرت مقاربت سے
عورتین لاولد ہو جاتی ہین کیونکہ اولاد نہونے کی بہت

بڑی وجہ یہی بد اعتدالی ہے ۔ تمام جسم کے جوڑون مین درد پیدا ہو جاتا ہے ۔ دماغ مین ناتوانی چہا جاتی ہے حافظہ کی قوت گہٹ جاتی ہے ۔ آنکہہ پر بہی اسکا خراب اثر پڑتا ہے نظر کی قوت کم ہو جاتی ہے ۔ بینائی مین فرق آتا ہے ۔ سماعت کی قوت مین بہی خلل پیدا ہوتا جاتا ہے ۔ عورتون کے رحم مین فتور برپا ہوتا ہے ۔ رحم کی وہ قابلیت جس سے حمل قرار پاتا ہے جاتی رہتی ہے اور اسی وجہ سے بعض عورتون کے اولاد نہین ہوتی ہے حمل ساقط ہو جاتا ہے جوانی ڈہل جاتی ہے اور آخر کو عمر طبعی کے پہونچنے سے پہلے ہی موت آجاتی ہے ۔

خواہش نفسانی کے بیجا استعمال کو ہم نے مفصل بیان کر دیا آگے چلکے نوین فصل مین ہم تفصیل سے بیان کرین گے کہ خواہش نفسانی کو موقع اور وقت مناسب پر کس طرح استعمال کرنا چاہیے اور مقاربت کی اصلی غرض کیا ہے اور اعتدال اور پاک دامنی کے ساتہہ

آٹھوین فصل

عورت کو حمل سی باز رکہنا

خواہش رانی کا شوق اسباب کی خواہش بہی پیدا کرتا ہی کہ عورت کو حمل نہ رہے اور یہ خیال کیا جاتا ہی کہ جب عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو عیش وعشرت کی قابل نہین رہتی ہی اور اوسکی جب اولاد ہوتی ہی تو جوانی اور ملاحت جاتی رہتی ہی۔

بعض لوگ عورت کو صرف اسوجہ سی حمل سی باز رکہتے ہین کہ چونکہ عورت کا کولا اور پیڑو اسقدر چھوٹا ہی کہ اگر وہ حاملہ ہو جاوے گی تو زچگی کے وقت سخت تکلیف ہو گی۔ بچہ پہنس جائیگا۔ مان وبچہ دونون کی حالت خوفناک ہوجائیگی

بعض صاحب عورت کو اس باعث سی حمل سے باز رکہتی ہین کہ اوسکو ایک خاص بیماری ہے اگر وہ حاملہ ہو کر

بچہ جنینگی تو زچگی مین وہ خاص بیماری زوردار ہوجا دیگی اور عورت کی ہلاکت اسکا نتیجہ ہوگا اولاد مین اوس بیماری کا اثر آجاوے گا بعض لوگ اسوجہ سے کہ عورت شریف نہین ہے اوسکی اولاد کی عزت نہ ہوگی۔

دراصل عورت کو حمل سے باز رکہنے کی خواہش مردون مین اسلئے پیدا ہوئی ہے کہ اون کو خواہش نفسانی کا غلبہ رہتا ہے صرف اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لئے عورت کو حمل سے باز رکہنیکی کوشش کرتے ہین۔

(عورت کو حمل سے باز رکہنے کے لئے بہت ترکیبین بہی نکالی گئی ہین اور اون پر عمل و تجربہ کرنے سے یہ ثابت ہوا ہے کہ کوئی ترکیب ایسی نہین ہے کہ جسپر عمل کرنے سے دماغ یا جسم کو سخت نقصان نہ پہونچتا ہو۔)

سب سے پہلے یہ ترکیب نکالی گئی کہ اسطرح مقاربت کیجاوے جسمین انزال اندر نہونے پاوے۔ اس لئے

انزال کو روکتی ہین اور عین وقت پر علحدہ ہو جاتے ہین۔
اس ترکیب مین یہ خیال کیا گیا ہی کہ حمل قرار نہ پاوے گا۔
اسمین بڑا نقصان یہ ہی کہ جب انزال کو روکا جاتا ہے تو
دماغ کو سخت ضرر پہونچتا ہے اور صحت مین خلل آجاتا
ہی اور یہ ظاہر ہی کہ انزال کا روکنا قانون قدرت کے
بالکل برخلاف ہی اور قانون قدرت کی خلاف ورزی مین
سخت نقصان پہونچتا ہی۔

دوسری ترکیب یہ نکالی گئی ہے کہ ربر کی تھیلیان
بنالی گئی ہین اسلئے مرد ایک تھیلی کو پہنکر مقاربت کرتا ہی
کہ عورت کو حمل سے باز رکھے حمل قرار نہ پاوے۔ اسمین
یہ نقصان ہی کہ اوس ربر کی تھیلی کی وجہ سے عورت کے
رحم مین ناسور پڑ جاتے ہین اور دوسری اقسام کی
بیماریان پیدا ہو جاتی ہین اور رحم کی قابلیت جاتی رہتی
ہی۔ یہ ترکیب بہی قانون قدرت کے برخلاف ہی۔

تیسری ترکیب یہ نکالی گئی ہی کہ اسپنج کی چہوٹی چہوٹی

گدّیان بنائی جاتی ہین اور مقاربت کیوقت عورت ایک چہوٹی گدی کو دہانہ رحم پر چسپان کرلیتی ہی۔

اس ترکیب مین یہ خیال کیا گیا ہی کہ جوہر لطیف رحم مین داخل نہ ہوگا اسپنج کی گدی مین جذب ہوجاے گا اور حمل قرار نہ پائیگا اس مین بہی رحم کو سخت نقصان پہونچتا ہے اور رحم کی قابلیت جاتی رہتی ہی۔

آجکل علم ابدان کے جاننے والون نے یہ ترکیب نکالی ہی کہ اوس زمانہ مین مقاربت کیجاوے جب کہ عورت کا تخم رحم مین داخل ہوکر خارج ہوجاتا ہی کیونکہ جب رحم مین تخم ہی نرہیگا تو جوہر لطیف کے داخل ہونے سے بہی حمل قرار نہ پائے گا علم ابدان سے یہ ثابت ہوا ہی کہ عورت کے ایام معمولی مین تخم کامل اور تیار ہوکر رحم مین داخل ہوتا ہی اور سات آٹھ دن تک رحم ہی مین رہتا ہی اور پہر خارج ہوجاتا ہی یہی وجہ ہی کہ ایام کے بند ہوتے ہی عورت مین خواہش طبعی پیدا ہوتی ہے اور اوسوقت مقاربت ہو تو یقینی حمل قرار پاجاتا

ہی لیکن طبیکہ عورت کو کچھ بیماری نہ ہو غرض تخم کے خارج ہو جانے کے بعد پھر ایام معمولی کے آنے تک رحم تخم سے خالی رہتا ہے اور جس زمانہ مین رحم خالی رہتا ہے اسمین اگر مقاربت ہو تو حمل قرار نہ پاوے گا۔ چونکہ یہ ترکیب کتم علم سے نکالی گئی ہے لہذا اسکے نقصان پوشیدہ ہین بہ ظاہر معلوم نہین ہوتے مگر غور کیجیے گا تو اسمین بھی نقصان پائیے گا۔ قانون قدرت کے مطابق وہی وقت مقاربت کا ہے جسمین مرد عورت دونونکو خواہش طبعی کا صحیح غلبہ خودنجود ہو خواہش طبعی کو زبردستی سے تحریک کر کے مقاربت کرنا مضر صحت ہے۔ دماغ کو نقصان پہونچتا ہے اور تندرستی مین فرق آتا ہے اور عورت کے رحم کی قابلیت اور حمل کو قبول کرنے کی قوت زائل ہو جاتی ہے۔

عورت کو حمل سے باز رکھنے کے لئے ایک اور ترکیب یہ نکالی گئی ہے کہ مقاربت ہوتے ہی عورت گھڑی ہو جاوے اور اسیوقت جا کر پانی کی پچکاری سے دہو ڈالے تاکہ

جوہر لطیف کی ذرّات جاندار پانی سے دہل کر نکل جائین اور
مرجائین - اسمین بہی رحم کو سخت نقصان پہونچتا ہے اور بیوقت
پانی کی پچکاری لینے سے رحم مین بیماریان پیدا ہو جاتی ہین سوا
اس کے پچکاری لینے سے پہلے اگر جوہر لطیف کا ایک ذرّہ
جاندار بہی رحم مین داخل ہو جائے گا تو پہر ہزار پچکاری لینے سے
کچہہ نہ ہوسکیگا ضرور حمل قرار پا جائے گا اس ترکیب مین
حمل قرار پانیکا اندیشہ ہے لہذا اسپر کامل بہروسہ نہین
رکھہ سکتے -

ہم ایک نہایت عمدہ ترکیب بتاتی ہین نہ اسمین کسی قسم
کا نقصان ہے اور نہ کسی قسم کا ضرر ہے - نہ دماغ کو نقصان
پہونچیگا اور نہ عورت کی رحم مین کوئی فتور پیدا ہو گا -
نہ صحت مین فرق آئیگا اور نہ تندرستی مین خلل واقع ہوگا اور
نہ حمل قرار پانیکا اندیشہ ہوگا - وہ ترکیب یہ ہے کہ ایسے
مردون کو جو اپنی عورتون کو حمل سے باز رکہنا چاہتے ہین چاہیے
کہ اپنی عورتون سے مقاربت ہی نہ کرین عورتون کی سے صنا حسنت

سے اپنے آپ کو باز رکھین۔

اصل غرض مقاربت کی تولید و تناسل ہے اور قانون قدرت کا بھی یہ ہی منشا ہے اگر اولاد مطلوب نہ ہو تو مقاربت کرنا چھوڑ دو۔(۱)

(۱) آنحضرت نے آداب صحبت کے باب مین ارشاد فرمایا ہے کہ جوہر لطیف کو باہر نہ ڈالو یہ پوشیدہ درگور کرنا ہے بلکہ پانی کو کھیتی کی جگہہ یعنی رحم مین ڈالو جو روح خدا کو پیدا کرنی منظور ہو گی وہ پیدا کرے گا اور تم خدا کی مرضی مین تائید کرنے کا ثواب پاؤ گی

بعض محتاط بزرگون نے جوہر لطیف کو باہر ڈالنے والے پر یہ الزام لگایا ہے کہ گویا وہ انسانون کی نسل کے بڑہنے کو بند کرتا ہے اور اسکا یہ فعل اسقاط حمل سے ذرا ہی کم ہے اور حرام ہے۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ انزال باہر کرنا چھوٹے سے زندہ گودر گور کرنا ہے۔

نوین فصل

پاکدامنی کے ساتھہ زندگی بسر کرنے کا قاعدہ

ہم نے ساتوین فصل مین خواہش نفسانی کے بیجا استعمال
کا بیان بالتفصیل لکھدیا ہی اس فصل مین پاکدامنی کے
ساتھہ زندگی بسر کرنے کا قاعدہ لکھتی ہین - اس قاعدہ کے
سمجھنی اور اوسپر عمل کرنے سے زندگی کی سچی خوشی اور
آرام و آسایش حاصل ہوگی -

(پاکدامنی کے ساتھہ زندگی بسر کرنے سے یہ مراد ہے،
کہ کثرت مقاربت سی پرہیز کیا جاوے مقاربت ہو تو صرف
تولید و تناسل کی غرض سی ہو - پاکدامن شخص وہ
ہی جو اپنی جوہر لطیف کو ضایع نہ کرتا ہو اور خواہش
نفسانی کے بیجا استعمال سی پرہیز کرتا ہو -
پاکدامنی کی تعریف عموماً یہ کیجاتی ہے کہ مرد سوا ے

اپنی بیوی کے کسی غیر عورت کی ساتھہ مقاربت کرنے سے پرہیز کرے اپنی بیوی کے ساتھہ کثرت مقاربت بہی پاکدامنی مین داخل کیجاتی ہے گویا بیوی سے ہر روز مقاربت کرنے کو پاک دامنی مین شامل کرتے ہین۔ بعض صاحب پاکدامنی کی تعریف اسطرح لکھتے ہین کہ اپنی بیوی سے ہفتہ مین ایک مرتبہ مقاربت کرلی پاکدامنی ہی۔

بعض یہ کہتے ہین کہ مہینہ مین دو مرتبہ مصاحبت کرلی پاک دامنی مین داخل ہی۔

بعض کا یہ قول ہی کہ سال بہر مین بارہ مرتبہ مقاربت کرلی چاہیے۔

غرض اس پاکدامنی کی تعریف مین بہت کچہہ اختلاف ہوا ہی اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہی کہ لوگ علم ابدان کو نہین جانتی ہین اور نہ اوسپر عمل کرتے ہین۔ اور نہ قوانین قدرت سی واقف ہین۔

قانون قدرت کا منشا مقاربت سی یہ ہی کہ

تولید و تناسل ہو اور مقاربت صرف اس نیت و خیال
ہی سے کی جائے کہ عورت کو حمل رہے - اصلی غرض مقاربت کی
حمل کا قرار پانا ہے اور جب حمل قرار پا جاوے یعنے اصلی
غرض حاصل ہو جاوے تو پھر مقاربت کرنی بیجا ہے زمانہ
حمل مین عورت کی ساتھہ مقاربت نہ کرنی چاہیئے اسکو ہم پاکدامنی
کہینگے - اسیکا نام ہم اعتدال رکھینگے - ہماری یہ تعریف
جامع اور وسیع ہے - جب ہم نے مقاربت کی اصلی غرض
حمل کا قرار پانا بتایا ہے تو اپنی بیوی کے سوا کسی غیر عورت
سے مصاحبت کرنی بھی ناجائز ہو گی - حمل قرار پا جانیکے بعد
ہر روز ایک مرتبہ حمل مین مقاربت کرنی بھی ناجائز ہو گی حمل
قرار پا جانیکے بعد ہر روز ایک مرتبہ یا ہفتہ مین ایک مرتبہ
یا سال بہر مین بارہ مرتبہ مقاربت کرنی یہ سب ناجائز ہو گا -
اب ہم یہ بتاتے ہین کہ حمل قرار پانے کا عمدہ زمانہ کونسا
ہے - علم ابدان سے ثابت ہوا ہے کہ ایام معمولی کے بند
ہوتے ہی کہ عورت مین خواہش طبعی اور اوس کے رحم میں

حمل قرار پانیکی قابلیت پیدا ہوتی ہے - یہی زمانہ عمدہ
ہی جسمین رحم حمل کے قبول کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے
اور یہی زمانہ ہی جسمین رحم کو وہ مادہ حاصل ہوتا ہے جس سے
جوہر لطیف کا ایک ذرہ جاندار بڑہتے بڑہتے انسان کی شکل
حاصل کرلیتا ہی حمل کو قرار پاجانیکے بعد عورت کو ایام
معمولی بند ہوجاتی ہین یہانتک کہ عورت بچہ جنتی ہے
اور بچہ کو دودہ پلاتی ہے اور جب دودہ پلانے کا زمانہ ختم
ہوتا ہی تو ایام معمولی پہر شروع ہوتے ہین -

اب غالباً یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا بیوی کے ساتہہ
حمل قرار پاجانیکی بعد اوس مدت تک مقاربت نہ کرین کہ
جننے اور دودہ پلانے کے بعد پہر ایام معمولی شروع
ہون ؟

اسکا جواب یہی ہی کہ بلاشبہہ اسیطرح عمل کرنا چاہیے یہی پاکدامنی
کا قاعدہ ہی اور یہی خدا اور اوس کے قانون قدرت
کا منشا ہی حضرت آدم سی لیکر اتبک جس کسی نے

اس قاعدہ کی خلاف ورزی کی ساتہہ ہی سزا پائی اور نقصان اوٹہایا اور جس کسی نے اس قاعدہ کی پیروی کی جزا پائی اور فائدہ حاصل کیا۔ جن لوگون نے اس قاعدہ پر عمل کیا اون کی صحیح وتندرست ذیعقل اولاد پیدا ہوی اور جنہون نے اس قاعدہ کی خلاف ورزی کی اون کی ضعیف و ناتوان کمزور اور کم طاقت اور کم عقل اولاد پیدا ہوی اور بعض تو بالکل لاولد ہی رہے۔

ہمکو یقین ہی کہ اکثر لوگ اس قاعدہ پر اعتراض کرینگے اور یہ قاعدہ بڑے مباحثہ مین پڑ جاوے گا لیکن ساتہہ ہی ہم کو اسکا بہی یقین ہی کہ اس بڑے مباحثہ سے اس قاعدہ کے سچائی اور صداقت مین کچہہ فرق نہ آوے گا۔ اس سچے قاعدہ کو بحث وتکرار اور اعتراض کا مطلق خوف اندیشہ نہ ہوگا۔

بعض صاحب اس قاعدہ پر یہ اعتراض کرتے ہین کہ قلندرون اور جوگیون اور درویشون کا خانقاہون مین

یہ حال دیکھا گیا ہے کہ وہ مقاربت سے پرہیز کرنے کی وجہ سے
بیمار رہتے ہین ہمیشہ غلبۂ خواہش نفسانی اون کو نقصان پہونچاتا
ہے راتون کو پریشان خواب نظر آتے ہین۔ اسکا جواب ہم
یہ دینگے کہ جو انسان بند کمرون مین جہان تازہ ہوا آنے کی
جگہہ نہین ہے رہتے ہین۔ اور جو بالکل جسمانی اور دماغی ریاضت
اور محنت نہین کرتے ہین اور ہوا کہانے باہر نہین جاتے چلتے پھرتے
ہین اور جو مشی و چہل قدمی نہین کرتے ہین اون پر بلا شبہہ
خواہش نفسانی کا غلبہ ہوتا ہے اور اس سے اون کو نقصان
پہونچتا ہے دیکھو لقمان اور فلاطون اور سر اسحاق
نیوٹن اور ملٹن وغیرہ کے لطف یہ صاحب اصحاب بڑے حکیم گذرے
ہین جو بے انتہا ذہین اور عقلمند تھے اور جنکے دل و دماغ
بیحد روشن و منور تھے۔ انکی عقلین مشکل کشا اور ذہن رسا
تھے ان صاحبون نے اسی پاکدامنی کے قاعدہ پر عمل کیا
اور نیک نام اور نامور و مشہور ہوے۔

بعض صاحب اس قاعدہ پر یہ اعتراض کرتے ہین کہ

مقاربت سے اسقدر پرہیز کرنے کی وجہ سے مرد کی قوت
تولید جاتی رہتی ہے یہ اعتراض حماقت آمیز اعتراض ہے
اور محض غلط ہے کبھی ایک پاکدامن شخص کی قوت تولید
کا زایل ہو جانا تو دشوار ہے کم بھی نہین ہو سکتی ہے بشرطیکہ
وہ جسمانی اور دماغی محنت کرتا رہے تازہ ہوا کھانے کو باہر
چلتا پھرتا رہے مشی اور چہل قدمی کرتا رہے کرکٹ کھیلتا رہے
الحاصل اسیطرح اور بہت سے اعتراض اس قاعدہ
پاکدامنی پر کئے گئے ہین جو محض بے سروپا و بے بنیاد ہین۔
اکثر ان اعتراض کرنے والون مین خواہش رانی و اوباشی اور
بے اعتدالی کا شوق ہوتا ہے خود مطلبی و خود غرضی سے اعتراض
کرتے ہین۔

کیا آپ جانتے ہین کہ اوباش شخص اور پاکدامن شخصون
کیا فرق ہوتا ہے؟ اس فرق کو ہم بتائے دیتے ہین۔
اوباش شخص کے اعصاب و دماغ ناتوان و کمزور ہوتے
ہین معدہ ضعیف ہو جاتا ہے اعضار رئیسہ بگڑ جاتے ہین بصارت

وسماعت کی قوتین کم طاقت ہوتے ہین حافظہ کم زور ہوتا ہی ذہن مین پریشانی اور نارسائی پیدا ہوجاتے ہے عقل مین کمی ہوتی ہی طبیعت کی جودت نہین رہتی ہی عمر کوتاہ ہوجاتی ہے تولید وتناسل کی قوتین جاتی رہتی ہین بچے ضعیف وناتوان وکم عقل پیدا ہوتے ہین اور اکثر یہ بچے عمر طبعی کو پہونچنے سے پہلے ہی مرجاتے ہین۔

اب پاکدامن اشخاص کا حال سنئے۔ پاکدامن اشخاص کے اعصاب ودماغ اور سب حواس قوی رہتے ہین۔ معدے قوی اور پرزور ہوجاتے ہین۔ ہضم کی قوتین اعتدال پر رہتی ہین ذہن مین تیزی اور رسائی ہوتی ہے اور عقل روشن اور طبیعت مین جودت ہوتی ہی۔ عمرین دراز ہوجاتی ہین حافظہ قوی ہوتا ہی۔ استقلال وجرات وہمت اور شجاعت اور اولالعزمی اور سچی محبت اور قومی ہمدردی کی قوتین بڑہجاتی ہین تولید وتناسل کی قوت قوی ہوتی ہے بچے نہایت صحیح وتندرست اور ذیعقل ہوتے ہین اور یہ بچے عمر طبعی کو

پہونچتی ہین اور بیماریون سی محفوظ رہتی ہین۔

آپ نے دیکھا کہ ان دونون مین کسقدر فرق ہی؟ اب بتائے کہ پاک دامنی کے قاعدہ پر عمل کیجئیگا یا اوباشی وبے اعتدالی کو اختیار کیجئے گا؟

خدا نے جو ہر لطیف کو انسان مین اسلئی پیدا کیا ہے کہ وہ جوہر لطیف صرف تولید وتناسل کی غرض مین صرف کیا جاوے اس سی نسل انسان کا بڑہانا مقصود ہے۔ غالبًا کوئی عقیل اور دانشمند انسان اس بات سی انکار نہ کریگا کہ اگر یہ جوہر لطیف خلاف منشا خالق عزوجل کی بیجا طور پر صرف کیا جایگا تو ساتھہ ہی اوسکی سزا ملے گی۔

جب یہ معلوم ہوگیا اور یہ ثابت ہوگیا کہ پاکدامنی کے قاعدہ پر عمل کرنے سی سب طرح کی خوبی ہے اور پاکدامنی کی ساتھہ زندگی بسر کرنے مین آرام وآسایش اور راحت وخوشی ہی تو بلاشبہہ یہ قاعدہ اور طریق زندگی اس لایق ہی کہ ہر انسان کو اوسکی پابندی اور پیروی کرنی چاہیے

اور اوسیکو اختیار کرنا لازم ہی۔ اون لوگون سے جنہون نے
اوباشی اور بے اعتدالی مین زندگی بسر کی ہے اون کو
کسطرح اور کیونکراس قاعدہ کی پیروی کرنی چاہیئے؟ اور اس
طریق زندگی کو کس طریقہ سے اختیار کرنا چاہیئے؟ بہت سے
ایسے لوگ جنہون نے پاکدامنی کے ساتھہ زندگی بسر کرنیکی
طرف توجہ کی اور سعی وکوشش بہی کی مگر ناکام رہے اور اوسکو
اختیار نہ کر سکے۔ اس ناکامی کی وجہ یہ ہوی کہ وہ لوگ قواعد
حفظ صحت سے ناواقف تھے اور اونمین ارادہ اور عزم بالجزم
کی قوت کم تہی اور وہ ارادہ پر قایم رہنے کی قوت نہین رکہتے
تھے۔

یہ ظاہر ہے کہ ایک شخص جسکو شراب خواری اور نشہ بازی کی
عادت ہو اس عادت بد کو ترک کرنے کی کوشش کرے
تو لامحالہ پہلے اوس شخص مین کسیقدر ضعف وناتوانی
پیدا ہوگی اور جب یہ کیفیت اوسمین پیدا ہونے لگیگی تو وہ
گھبراکر شراب خواری پہر شروع کردیگا۔ یہی کیفیت اون لوگون

کی ہوگی جنہوں نے اوباشی اور بے اعتدالی مین اپنی زندگی
بسر کی ہے اور اب وہ اس عادت بد کو ترک کرنے کی کوشش
کرین - جب ایک اوباش مرد اوباشی کو چھوڑنا چاہیے گا تو
پہلے اوسکو بڑی بڑی مشکلین جھیلنی پڑینگی - خواہش نفسانی
کا شروع مین اسقدر غلبہ ہوگا کہ اوسکا روکنا اور برداشت
کرنا مشکل ہوجاویگا خاصکر ایسی حالت مین جبکہ وہ شرابون
اور گرم غذاؤن کو کثرت سے استعمال کرتا ہو - خواہش نفسانی
کو بیجا استعمال سے پرہیز کرنے سے انسان مین جوہر لطیف زیادہ
جمع ہوجاتا ہے اور اس لئے شروع مین غلبہ ہوتا ہے اور تحریک
زیادہ ہولی ہے اور جب انسان اوسکو استقلال کے ساتھ ضبط
کرتا ہے اور برداشت کرتا ہے تو چند روز کے عرصہ مین
جب وہ مجتمع جوہر لطیف خون مین جذب ہونے لگتا ہے
تو وہ غلبہ بھی کم ہوتا جاتا ہے اور تحریک جاتی رہتی ہے
اور پھر پاکدامنی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی قاعدہ پر
آسانی سے عمل ہوسکتا ہے اسیطرح اس قاعدہ کی

پیروی کر سکتے ہین اور اسی طریقہ سے اس بہترین حالت زندگی کو حاصل کر سکتے ہین جو عین قانون قدرت اور فطرت انسان کے مطابق ہے۔

اوباشی اور بے اعتدالی کو شراب خواری اور نشہ بازی سے ایسا تعلق قریبی ہے جس سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ انمین سے کسکے استعمال سے دوسرے کے استعمال کی تحریک ہوتی ہے آیا اوباشی کی وجہ سے شراب خواری کی خواہش پیدا ہوتی ہے یا شراب خواری کی وجہ سے اوباشی کی تحریک ہوتی ہے ان دونون مین باہمی تعلق عجیب پیچدار واقع ہوا ہے خواہ شراب خواری سے اوباشی کی تحریک ہو خواہ اوباشی سے شراب خواری کی رغبت ہو بہر حال یہ ضرور ہے کہ جو شخص پاکدامنی کے ساتھہ زندگی بسر کرنا چاہتا ہو وہ شراب خواری اور نشہ بازی کے بد کام کو چھوڑ دے۔

بغیر اس بد کام کے ترک کرنے کے پاکدامنی کے ساتھہ زندگی بسر کرنا نا ممکن ہے۔

دوسرے گرم غذاؤن کی کثرت استعمال سی پرہیز کرنا چاہئی اور بسیار خواری سی محفوظ رہنا چاہیئے۔

ایک حکیم نے لکھا ہی کہ بسیار خواری انسان کو اوباش مزاج بناتی ہی۔ بسیار خوار ہمیشہ خواہش پرست ہوتا ہے۔

تیسرے تنگ لباس اور چست کمر بند کا استعمال ترک کرنا چاہئی کیونکہ تنگ لباس اور چست کمر بند اوس خون کو جو دل کیطرف رجوع ہوتا ہی روکتے ہین اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ خواہش نفسانی کے سرچشمہ مین خون زیادہ جمع ہوتا ہی جس سی فوراً غلبہ اور تحریک شروع ہو جاتی ہے اور پھر پاک دامنی کے ساتھہ زندگی بسر کرنی مشکلات مین پڑ جاتی ہی۔

چوتھے مشی اور چہل قدمی کرنا چاہیئے۔ ہر روز ہوا کھانیکو باہر جائین چلین پھرین۔ دماغی اور جسمانی محنت کرین جسمانی محنت پاکدامنی کے طریقہ زندگی کو اختیار کرنے کے لئے ایک ضروری امر ہے۔ وہ شخص جسکی طبیعت

مین کہالت ہوا وسکو ضرور ہی کہ ہر روز صبح کے وقت
چار میل پہر لیا کرے۔ اگر تکان اور کسلمندی معلوم ہو تو کسی
اپنے دوست کو ساتہہ رکہیے باتون مین تکان معلوم نہ ہوگا۔
بلکہ اس مشی اور چہل قدمی سے لطف وفرہ حاصل ہوگا۔
اون شہرون مین جہان گہوڑے اور بگیان زیادہ
ہوتی ہین مشی اور چہل قدمی کا شوق لوگون کو بہت کم
ہوتا ہے۔ ایسے شہرون مین بہی اون لوگون کو جو پاکدامنی
کے ساتہہ زندگی بسر کرنا چاہتے ہین ضرور ہے کہ بگیون
اور گہوڑون پر سوار ہونے کے شوق کو کم کرین اور اسکی
جگہہ مشی اور چہل قدمی کیا کرین بگیون مین بیٹہکر
آبادی کے باہر جائین اور بگیون سے اتر کر چہل
قدمی کرین ۔ اور کرکٹ کہیلا کرین۔

پانچوین اون لوگون کو جو پاکدامنی کے ساتہہ زندگی
بسر کرنا چاہتے ہین ضرور ہے کہ ہوادار مکان مین رہین
خوابگاہ کا کمرہ وسیع اور ہوادار ہو اوسمین دریچے

اسقدر ہون کہ تازہ ہوا کے آمد و رفت کی روک نہ ہو۔ روشنائی بھی اسقدر ہون کہ دن کے وقت تاریکی نہ رہے۔

چھٹی یہ ضرور ہی کہ رات کو اول وقت سویا کرین اور صبح کو اول وقت اوٹھا کرین۔ وقت پر سونا اور وقت پر اوٹھنا تندرستی کا جزو اعظم ہی۔ پاک دامنی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لیے ضرور ہی کہ صبح کو جلد اوٹھا کرین آنکھ کھلتے ہی اٹھ بیٹھا کرین۔ اسمین بہت سی فایدہ ہین۔

ساتوین یہ قاعدہ کی بات ہی کہ صبح کو بیدار ہوتے ہی خواہش نفسانی کو تحریک ہوا کرتی ہی اور عام خیال یہ ہی کہ یہ تحریک خواہش طبعی سی پیدا ہوتی ہی مگر دراصل یہ تحریک خواہش طبعی کی وجہ سے پیدا نہین ہوتی ہی بلکہ قبض کے سبب سی یہ تحریک ہوتی ہی حاجت سی فراغت حاصل ہونے کے بعد تحریک مطلق نہین رہتی ہے اس لیے ضرور ہی کہ بیدار ہوتے ہی حاجت کو جایا کرین۔

آٹھوین۔ اون صاحبون کے لئے جو پاک دامنی کی ساتھ زندگی بسر کرنا چاہتے ہین ضرور ہے کہ ہر روز بلا ناغہ

نہایا کریں - ہر روز حمام کو فرض جانیں -)

نویں صحبت بد سے پرہیز کریں - اچھی صحبت اختیار کریں - بُری صحبت کا اثر بہت جلد ہو جاتا ہے - کیا عالم کیا فاضل جب بری صحبت میں رہتے ہیں جلد بگڑ جاتے ہو جاتے ہیں بہت سے جوان مرد بری صحبت کی وجہ سے اوباش اور عیاش ہو گئے ہیں -)

دسویں ان لوگوں کو جو پاک دامنی کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہتے ہیں لازم ہے کہ اپنے ارادہ کی قوت کو بڑھاویں اور عزم میں جزم و استحکام پیدا کریں مضبوط ارادہ والا انسان ان تمام مشکلات کو بہ آسانی جھیل سکیگا جو پاکدامنی کی ساتھ زندگی بسر کرنے میں پیش آتے ہیں -)

ایک ہمارے معزز دوست نے اپنا حال اسطرح بیان کیا کہ شادی سے پہلے میں نے کسی عورت کی صورت بھی نہیں دیکھی بالکل پاکدامن رہا - طالب العلمی کے زمانہ میں

خواہش نفسانی نے مجھپر بہت بڑے بڑے حملے
کیے یہانتک کہ بعض اوقات مجھکو ان حملونکا روکنا
سخت مشکل ہوتا تہا مگر خدا کا شکر ہے کہ مین نے ان حملونکو
اسطرح پر روکا کہ جب خواہش نفسانی کی تحریک ہوتی تو
اسیوقت جسمانی ریاضت مین مشغول ہوجاتا تہا اور ورزش و
چہل قدمی کے لئے باہر چلا جاتا ۔ کبہی باولی مین جاکر خوب
تیرتا کبہی تالاب مین جاکر اپنے ہاتہہ سے کشتی چلاتا کبہی
ڈنڈہ پیلا کرتا اور کبہی مگدر ہلاتا تہا ان ترکیبون
سے مین ہمیشہ کامیاب رہا اور خواہش نفسانی کے سخت
غلبہ پر غالب آیا ۔ بفضلہ تعالی مین آج صحیح و تندرست
ہون اور مجہکو حق تعالی نے صحیح و تندرست اولاد بہی دی ہے

درحقیقت ہمارے معزز دوست نے عزم کو مستحکم
کیا اور انجام کار کامیاب ہوے ۔ اسیکا نام مضبوط
ارادہ ہے اور اسیکو ہم عزم بالجزم کہینگے ۔

جو صاحب پاکدامنی کے ساتہہ زندگی بسر کرنے کے قاعدہ

کی پیروی کرینگے اون کے لئے سب کچھہ ہی صحت ہی آرام و آسایش ہی راحت اور خوشی ہی۔ عقل کی تیزی ذہن کی رسائی طبیعت کی جودت حافظہ کی قوت جسم کی صحت قوے کی توانائی۔ آنکھون کی بینائی اور طرح طرح کی نعمتین ہین جنکا انحصار و شمار نہین ہوسکتا ہی۔ (۱)

(۱) ہر ملت و قوم کے دانشمند اور حکما نے زندگی بسر کرنے کے طریقہ کے قواعد بنائے ہین اور سب کا نتیجہ یہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ سب نے اسقدر اہتمام اسیواسطے کیا ہی کہ انسان پاکدامن رہی اور پاکدامن رہنا ہی انسانیت ہی۔ انسان کے پیدا کرنے سی صرف نسل کا چلانا ہی مقصود نہین ہی بلکہ انسان پر اپنے ہم جنس کے لئے اور کام بھی کرنے فرض ہین اس واسطے دانشمند انسان اپنے جسمانی اور عقلی قوے کو اپنے جملہ فرایض کے مناسبت کی لحاظ سی صرف کرتے ہین تو اجسمانی اور قواے عقلی پر ضعف وکمی نہین آنے دیتے ہین۔ اطبا اور حکما کثرت مقاربت کو قواے جسمانی اور قواے عقلی کی آفت سمجھتے ہین اہل علم طالب العلمون کو تا حصول علم سخت منع کرتے ہین اور اوسکو حصول علم کا مانع سمجھتے ہین۔ مدبران جنگ صاف کہتے ہین کہ کثرت مقاربت انسان کو نکما اور ناقابل کر دیتی ہے۔ غرض جس سے

پوچھو یہ ہی جواب ملیگا کہ کثرت مقاربت انسان کے حق مین زہر ہے نہ صرف اوسکی ذات کو نقصان پہونچاتی ہے بلکہ نفس انسانیت کو بہی ۔

احیا مین منقول ہی کہ آدمی کے حق مین عورت سے کم اختلاط کرنے سے کوئی چیز بہتر نہین ہی ۔

امام شافعی نے فرمایا ہی کہ چار چیزین انسان کو قوی کرتی ہین اور چار سست کرتے ہین ۔ گوشت کہانا ۔ خوشبو سونگنا ۔ بغیر صحبت کے بہت نہانا اور کتان کا پہنا ۔ قوی کرتا ہے ۔

بہت صحبت کرنا ۔ بہت رنج کرنا ۔ نہار منہ اکثر پانی پینا ۔ کثرت سے ترشی کہانا سست کرتا ہے ۔ م

دسوین فصل

اولاد کی خواہش اور محبت

اولاد کی خواہش اور محبت مین کچھہ لکھنے کو غالباً اکثر صاحب فضول وبیفائدہ خیال فرماوینگے لیکن اسبارہ مین بھی کچھہ لکھنا نامناسب نہ ہوگا۔

میان بیوی کو ضرور ہے کہ انمین اولاد کی خواہش اور محبت بھی ہو۔ اگر کسی مین یہ خواہش اور محبت نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ وہ شادی ہی نہ کرین۔ قانون قدرت کی اس منشا کو کہ بقائے نسل مین کوشش کرنی چاہیئے دلی خواہش اور محبت سے پورا کرین۔ میان بیوی کو لازم ہے کہ بقائے نسل مین کوشش کرین ورنہ اولاد کی خواہش ومحبت رفتہ رفتہ گھٹ جاوے گی۔ یہانتک کہ نفرت پیدا ہوجاوے گی۔

بعض مرد بمقابلہ اپنی خواہش نفس پرستی کی اولاد کی خواہش نہین رکہتے ہین اور بعض عورتین زچگی کے تکلیف سی بچنے کے وجہ سی اولاد کی خواہش نہین رکہتی ہین اگر عورتون کو قواعد حفظ صحت سکہلاے جاوینگے تو وہ ہرگز زچگی کی تکلیف سی خوف نہین کرینگی کیونکہ ان قواعد پر عمل کرنے سی زچگی مین مطلق تکلیف نہوگی اور بہ آسانی بچی پیدا ہون گے۔

بعض دولتمند نادان مرد کثرت اولاد کو پسند نہین فرماتے ہین اور بچے زیادہ ہوجانے سے بیزار ہوجاتے ہین۔

بعضون کی ایسے بچی ہوتے ہین جو ہمیشہ بیمار ہی رہتے ہین اس سی میان بیوی کی طبیعت دق ہوجاتی ہے اور اولاد کی خواہش گہٹ جاتی ہے۔ مگر یہ بات بہی انہین میان بیوی کے بے اعتدالیون سی حاصل ہوتی ہے اگر بے اعتدالی سیاہ کاری اور کثرت مقاربت کو ترک کرین

تو ضرور صحیح وتندرست اور صحیح المزاج اولاد پیدا ہوگی اور پھر خواہش اولاد ہرگز نہ گھٹے گی۔

ہم نے پہلے بیان کردیا ہے کہ صرف کثرت مقاربت اور بے اعتدالی کی وجہ سے صحیح وتندرست اولاد نہیں ہوتی ہے۔

بعض نادان صورت پرست مرد اولاد کی خواہش اس وجہ سے نہیں رکھتے ہیں کہ عورتوں کی جوانی اور ملاحت اور خوبصورتی بچے جننے سے جلد جاتی رہے گی۔

یہ بات یاد رکھنے کے لایق ہے کہ اگر عورتین قانون قدرت کی پابندی کے ساتھ بچے جنا کرین تو ان کی جوانی اور خوبصورتی صحیح طور پر قایم رہتی ہے۔ ان کی خوبصورتی مین غیر معمولی نقصان نہین آنے پاتا ہے۔

یہ یاد رہے کہ بے اولاد کی زندگی اچھی نہین گذرتی ہے اولاد سے زندگی کا لطف ومزہ بڑھتا ہے تمدنی ترقی پر انسان ہمہ تن مصروف ہوجاتا ہے تمدنی تعلقات کا استحکام

کو ہوتا ہی - صحیح و تندرست اولاد ہو تو زندگی بھی خوشی حاصل ہوتی ہی - اچھی اولاد سے نام زندہ رہتا ہی سب سے بڑھ کر اسمین خدا کی خوشنودی ہی جو شخص قانون قدرت کو جانتا ہی وہ ضرور اولاد کے ہونے کو خالق حقیقی کی پسندیدہ مرضی کا پورا ہونا یقین کریگا -

اولاد خدا کی نعمتون مین سے ایک عجیب نعمت ہی اور ہر انسان کا فرض ہی کہ قانون قدرت کی پابندی کے ساتھہ اولاد کی خواہش کرے -

کیا کوئی شخص اوس بڈہے آدمی کی خوشی کا اندازہ کر سکتا ہی جسکے گھر مین بیٹے پوتے اور بیٹیان نواسے نواسیان بھری ہوئی ہین -؟ کیا کوئی یہ بتا سکتا ہے کہ اوس بڈہے آدمی کے دل مین خوشی کا ٹمپریچر کس درجہ کو پہونچا ہے ؟

کیا کوئی شخص بیان کر سکتا ہے کہ اوس بڈہے آدمی کو اپنی اولاد کو دیکھنے سے کسقدر راحت ملتی ہے ؟ بے انتہا

خوشی اور بے حد راحت! جسکا بدل کسی اور خوشی اور راحت سے ناممکن ہی۔

اچھی اولاد ماں باپ کی خوشی کا سرچشمہ نیک نامی کا ذریعہ۔ محبت والفت کا باعث۔ راحت و آرام کا وسیلہ ہوتی ہی اور ایسی اچھی اولاد اوسی حالت مین ہو گی جبکہ میاں بیوی پاکدامنی کے ساتھہ زندگی بسر کرین۔

بی اعتدالی اور کثرت مقاربت مین جو اولاد پیدا ہو گی وہ ہرگز اچھی نہو گی ضعیف و ناتوان کمزور ہو گی اور ہمیشہ بیمار اور گہرکہرے فراج کی ہو گی۔ البتہ ایسے بچون سے جو خراب فراج کے ہوتے ہین اور جو اکثر بیمار رہتے ہین کچھہ خوشی حاصل نہین ہولتی ہے ایسی اولاد کا ہونا اور نہ ہونا دونون برابر ہو جاتا ہے بلکہ جی یہ چاہتا ہے کہ ایسی اولاد نہ ہولتی تو اچھا تھا اور ایسی اولاد کو نا شدنی کہتے ہین۔

جس گہر مین صحیح و تندرست اولاد ہوتی ہے اور گہر

کا کیا کہنا ہی کیا پوچھنا ہے جب مرد نوکری چاکری کر کے
باہر سی گھر مین آتا ہی تو اوس اولاد کو دیکھتے ہی اوس کی
کسلمندی اور تکان دم بھر مین جاتی رہتی ہے اور اوس کا
رنج و الم راحت و آرام سی بدل جاتا ہی۔

بعض صاحب جو اپنے آپ کو بڑے حکیم جانتے ہین
کثرت اولاد کو پسند نہین فرماتے ہین صرف اس لئے کہ
دنیا مین آبادی کا زیادہ ہونا مناسب نہین ہی جسقدر زیادہ
آبادی ہوگی اوسیقدر افلاس بھی نشو و نما پاتا جاوے گا
آبادی کو بڑہجانے سی زمین کا پیدا وار مکتفی نہ ہوگا اور
بھوکون مرنے کی نوبت پہونچیگی۔

اسی بنیاد پر ترغیب دیتی ہین کہ عورتون کو دو تین بچے
ہوجانے کے بعد حمل سی باز رکہنا چاہیے چنانچہ عورتون کو حمل
سی باز رکہنے کے لیے بہت ترکیبین نکالی گئی ہین جنکا بیان
آٹھوین فصل مین کیا گیا ہے۔ دراصل یہ خیال بالکل غلط ہی
اور یہ خیال اون لوگون کا ہے جو قانون قدرت سے

کما حقہ واقف نہین ہوے ہین - خود کارخانہ قدرت آبادی
کو ایسا روکتا ہی کہ ہمارے کوشش کرنے کی مطلق ضرورت نہین
ہی قحط اور وبا و کثرت اموات جنگ وجدال خود آبادی کو روکتے
ہین کروڑہا آدمی اسمین مرے چلے جاتے ہین یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ
خلقت کی پیدایش کو ہزارون برس گذر چکے ہین پھر بہی
ہم نہین دیکھتے کہ کوئی حصہ کرہ زمین کا ایسا ہو جہان
اور آبادی کی جگہہ نہ ہو اور نہ کوئی حصہ زمین اسقدر آباد
نظر آتا ہی جہان پیداوار اوس آبادی کی پرورش کے
لئے کافی نہ ہو -

خدا نے جب اپنی مخلوق کی ترقی کا قاعدہ بنایا ہے
تو ہم کیون اوس ترقی کو روکنے کی کوشش کرین -
جتنی ترقی ہوتی جاوے گی اتنے ہی روزی کے دروازے
بہی کہول دے جاوینگے - خدا بڑا حکیم دانا ہے اور سب سے
بڑا حکیم ہی - پس آبادی کے روکنے کا خیال ٹہیک نہین ہی

(۱) جملہ اقوام کے قوانین اور جملہ ادیان مین اولاد کی خواہش اور اوسکی

+ پرورش و تربیت فرض قرار دیگی ہے اور حقیقت مین جب
خدا نے انسان کی ایک جوڑے سی نسل انسان کو بڑہانا چاہا اور اپنی
قانون قدرت کی روسے انسان مین تولد و تناسل کا مادہ پیدا
کیا اور انسان کی پیدایش اوسی ایک طریقہ سے جاری رکہنا
قرار دیا تو یہ سب باتین خالق حقیقی کی غرض اور مقصود کی شہادت
دیرہی مین اور بتارہی ہین کہ اولاد کی خواہش کرو اور اوسکو محبت
سے پالو پرورش کرو تربیت و تعلیم کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی پیشے
سے اولاد کی نیت سی تجارت کرتا ہے تو وہ اوسی ثواب کا مستحق ہوتا
ہے کہ گویا اوس نے اپنی اولاد کو خدا کی راہ مین نیک کامون کے
واسطے پرورش کرکے اپنی سرمایہ سے مستعد رکہا ہے
اولاد کی خواہش اور اوسکی محبت و پرورش و تربیت و تعلیم کے
باب مین آنحضرت کی ارشادات بہت ہین سب کا خلاصہ یہ ہے
کہ اولاد کی خواہش کرنا خدا کی مرضی کو پورا کرنے کی کامل کوشش
کرنا ہے آنحضرت نے اولاد کی خواہش نہ کرنے کی ممانعت کی ہے

اور فرمایا ہے کہ جو نکاح نہین کرتا ہے اور اولاد کی خواہش نہین کرتا ہے وہ ہم مین سے نہین ہے ۔)

گیارہوین فصل

اولادمین جوہر صلاحیت پیدا کرنیکا قاعدہ

اولاد کی خواہش ہر ایک میان بیوی کو ہونی چاہیے
لیکن اولاد ہو تو صحیح و تندرست و صحیح المزاج و صحیح العقل
اور علم و ہنر و کمالات حاصل کرنے کی قابلیت رکھنی ہو۔
ہم اس فصل مین اوس قاعدہ کو بیان کرینگے جسپر عمل کرنے
سے جو اولاد ہوگی اوسکو ایسی قابلیت و صلاحیت ہوگی کہ
علم و فنون و نیک مذاق و شعور حاصل کرسکے۔
کیا وجہ ہے کہ دنیا مین سادہ لوح اور احمقون کی تعداد زیادہ
ہے؟ کیون اوباشی اور سیاہ کاری زیادہ پھیلی ہوی ہے
کیا سبب ہے کہ آزاری و بیماری چارون طرف نظر آتی ہے

کیون دنیا مین احمق اور کم عقل لوگون کی کثرت ہی اور عقیل اور دانشمند اور ذی کمال اور ذی شعور لوگون کی قلت؟ کیا وجہ ہے کہ خوشی کم اور غم زیادہ ہی؟ یہ سوالات اس قابل ہین کہ ان کے جواب نہایت تحقیق کے ساتھ ادا کرنی چاہئین۔

اصل بات یہ ہی کہ دنیا مین دس ہزار بچون مین شاید ایک بچہ ایسا پیدا ہوتا ہے کہ جنکی ماں باپ انتقال جوہر و صلاحیت کی قاعدہ کی پیروی کرتے ہین نو ہزار نوسو ننانوے بچہ ایسے پیدا ہوتے ہین جنکے ماں باپ سیاہ کاری اور بے اعتدالی اور کثرت مقاربت کی مرتکب ہوتے ہین۔

پس دونون اپنے اپنے کئے کی جزا اور سزا پاتے ہین اور اسی وجہ دنیا مین عقیل اور دانشمند آدمی بہت کم اور احمق اور ضعیف العقل آدمی بہت زیادہ ہوتے ہین

قاعدہ انتقال جوہر صلاحیت بھی قانون قدرت

مین شامل ہے اگر اس قاعدہ پر کامل طور پر عمل کیا جائیگا تو دنیا سے یہ ساری خرابیان رفتہ رفتہ کم ہوکر بالکل جاتی رہینگی۔

اب سنئے کہ تمام دنیا کے اوستاد تمام قومی ریفارمر تمام حکیم تمام واعظ اور تمام پیران طریقت اور تمامی مولوی ملکر ایک جگہہ جمع ہوجاوین اور اپنی تمام کوششون کو ایک جگہہ اکٹھا کرین تو بھی ایک بچہ کی تربیت و پرورش ایسی نہین کرسکتے ہین جیسے اوسکی مان اون نو مہینون مین جبکہ وہ بچہ پیٹ مین رہتا ہے یعنے زمانہ حمل مین اوسکی تربیت کرسکتی ہے اور اوسکو ذہی جوہر اور ذی صلاحیت بنا سکتی ہین مان باپ کی عمل سے بچہ مین ایک ایسا جوہر اور صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے کہ وہ بچہ حصول کمالات پر باسانی قادر ہوتا ہے۔ بچون مین اوس قابلیت اور جوہر و صلاحیت کا پیدا کرنا اوستادونکا کام نہین ہے بلکہ یہ کام خاص مان باپ کا ہے۔ یہ مسئلہ نہایت صحیح ہے

اور اسکو وہ صاحب جو قانون قدرت اور خدا کی حکمت
کو جانتے ہین ضرور مانتے ہین (۱)

ہر بات کے لئے خدا نے ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے
اسیطرح تولید و تناسل کا بھی ایک معین قاعدہ ہے اسی
قاعدہ کے خلاف ورزی سے دنیا مین احمقون گنگون بہرون
اور کم عقل آدمیون کی تعداد زیادہ ہوتی جاتی ہے ملک
اور شہر صاحب کمال اور نامور لوگون سے خالی ہین اور
اسی قاعدہ کی پیروی سے دنیا مین ایسے آدمی پیدا
ہوتے ہین جنکے نام نیک زندہ رہتے ہین نہایت نامور
اور مشہور ہوتے ہین۔ ان مین ایک خاص مذاق و صلاحیت
اور جوہر ہوتا ہے جسکی وجہ سے فرشتہ خصلت بنتے
ہین اور اپنے ہم چشمون مین سرخرو رہتے ہین اور انکی
ذات چشمۂ فیض ہوتی ہے۔

(۱) قربان ہونا چاہیے اوس سچے اور امی نبی پر جسنے اس حکیمانہ مسئلہ کو پہلے ہی
بیان فرما دیا ہے کہ رگ قرابت ماں باپ کے اخلاق کو اولاد مین کھینچ لاتی ہے۔

اسمین کچھ شبہہ نہین ہے کہ جیسے ماں باپ کی موروثی
بیماری کا اثر اولاد مین آتا ہے اوسیطرح ماں باپ کی اوصاف
اخلاق اور مذاق اور خیال - اور صورت و سیرت بچون مین
منتقل ہوتی ہے خاصکر عالم حمل مین - عالم حمل مین جس بات
کا اثر بچون مین آتا ہے وہ ہمیشہ تا دم مرگ قایم رہتا ہے
اسی اثر کو جوہر یا صلاحیت یا مناسبت یا مذاق کہتے ہین
یعنے یہ ایک قسم کی قابلیت ہے جسکے چند نام ہوسکتے ہین
انتقال جوہر و صلاحیت و مناسبت و مذاق کا قاعدہ یہ ہے
کہ ان تین زمانون مین اولاد کی تربیت و پرورش شروع
کردینی چاہیے -

اول اون چار پانچ ہفتون کے زمانہ مین جو ایام معمولی
شروع ہونے سے پہلے گذرتا ہے اور پھر حمل قرار پاتا
ہے اس کو حمل کی تیاری کا زمانہ کہینگے -

دوسرا اون نو مہینون کے زمانہ مین جنمین بچہ پیٹ
مین رہتا اور پلتا ہے اسکو حمل کا زمانہ کہینگے -

تیسرے اون مہینون کے زمانہ مین جنمین بچہ کو دودھ پلایا جاتا ہی اسکو رضاعت کا زمانہ لکھینگی۔

ان تینون زمانون مین بچہ کی تربیت کو محبت اور دلی خواہش سے انجام دین انہین زمانون کی تربیت کا اثر عمدہ اور پرزور ہوتا ہے صلاحیت اور جوہر اور مناسبت انہین زمانون کی تربیت سی پیدا ہولتی ہی۔ نیک اخلاق کا اثر انہین زمانون کی تربیت سے بچون مین زیادہ آتا ہی

پس میان بیوی کو حمل کی تیاری کے زمانہ مین ضرور ہی کہ پہلے اسبات کا قطعی فیصلہ کرلین کہ بچہ پیدا ہوگا تو اوسکو کیا بنانا چاہیئے۔ ڈاکٹر یا بارسٹر ایٹ لا یا نقشہ نویس یا مدرس اب فرض کرو کہ میان بیوی کو یہہ مطلوب ہو کہ ہمارا بچہ بیارسٹر ایٹ لا بنی تو میان بیوی کو ضرور ہی کہ اس زمانہ مین قانون پر بحث کیا کرین قانونی کتابین پڑہا کرین اور باہدیگر مسائل قانون کا مباحثہ کرین دونون ملکر قانونی مسائل کا تصور باندہین

اگر مرد کوئی قانون کی کتاب پڑھے تو عورت سنا کرے اور اگر عورت قانون کی کتاب پڑھے تو مرد سنا کرے پس اس اثنا مین حمل قرار پاکر جو بچہ پیدا ہوگا اوسکی طبیعت مین قانون کے ساتھہ ایک خاص مذاق ومناسبت رہیگی اسیکا نام جوہر وصلاحیت ہے۔

پھر حمل کے زمانہ مین اور رضاعت کے زمانہ مین بھی میان بیوی کو اسیطرح عمل کرنا چاہیے قانون کی کتابین پڑھنا چاہیئن اور مسائل قانون پر باہم مباحثہ کرنا چاہئے بلا شبہہ قانون کی کتابون کی خریداری کیقدر روپیہ خرچ ہوگا۔ لیکن یہ خرچ بمقابلہ اوس صرف کے جو ایسے بچہ کی تعلیم مین ہوگا جسمین مذاق یا جوہر وصلاحیت نہو نہایت کم اور قلیل ہوگا۔

بڑے بڑے حکیم اور شاعر جو دنیا مین گذرے ہین وہ صرف مدرسون کی تعلیم وتربیت کی وجہ سے نامور اور مشہور نہین ہوئے بلکہ ذاتی جوہر وصلاحیت کی وجہ

سے نامور اور مشہور ہوے ہین۔

جس بچہ مین جوہر و صلاحیت نہ ہوگی اوسمین مدرسون کی تعلیم و تربیت کا عمدہ اثر مترتب نہ ہوگا(۱) کسی خاص علم وفن مین اوسکو کمال حاصل نہ ہوگا۔ ذی جوہر اور ذی صلاحیت انسان گو اوس نے غریب گھر مین پرورش پائی ہو یا کسی جھوپڑے مین وہ پیدا ہوا ہو اکتساب علم وفن مین محنت کرنے سے کمال کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے برخلاف اسکے جن لوگون مین ذاتی جوہر و صلاحیت نہین ہوتی وہ اکتساب علم وفن مین ہزار محنت کرین ہرگز کمال کو درجہ کو نہین پہونچتے ہین۔

بچہ کی پرورش کا خرچ حمل قرار پانے سے پہلی ہی مہیا کرنا شروع کر دینا چاہیے یہی خراج آئندہ بچہ کے تعلیم مین

(۱) ایک بڑے دانا عالم کا قول ہے کہ تعلیم و تربیت اوس جوہر کو پردہ سے باہر لاکر نمایان کرتی ہے جو پہلے سے ودیعت رکھا گیا ہے۔ امام غزالی نے باب علم و باب عقل و اقسام عقل مین اسی جوہر کی بہت بحث کی ہے اوسکو دیکھنا چاہیے

بہت بڑا فایدہ بخشیگا۔

اب فرض کرو کہ میاں بیوی کو یہ منظور ہو کہ بچہ نقشہ نویس بنے تو میاں بیوی کو ضرور ہے کہ ان تینوں زمانوں میں عمدہ عمدہ نقشہ دیکھا کریں اور اپنے ہاتھ سے نقشہ کھینچا کریں اور نقشہ کشی کے مسائل پر مباحثہ کیا کریں پس اس اثنا میں حمل قرار پاکر جو بچہ پیدا ہوگا اوس میں ضرور نقشہ کشی کی صلاحیت پیدا ہوگی۔

اب فرض کرو کہ میاں بیوی کو یہ منظور ہو کہ بچہ مدرس بنے تو ضرور ہے کہ ان تینوں زمانوں میں میاں بیوی ملکر بچوں کو پڑھایا کریں درس و تدریس کا کام کیا کریں اپنی طبیعت اور دل و دماغ کو درس و تدریس میں خوب مصروف رکھیں اس اثنا میں حمل قرار پاکر جو بچہ پیدا ہوگا ضرور اسمیں درس و تدریس کی صلاحیت وجوہر قایم ہوگا۔

غرض اسیطرح جس علم و فن کی صلاحیت وجوہر کا

بچہ مین پیدا کرنا مطلوب ہو میان بیوی کو چاہیئے
کہ اوسمین اپنی طبیعت اور دل و دماغ کو مصروف کرین
اور باہم دیگر مباحثہ کرین اس تدبیر سے مان باپ
کا جوہر و مذاق اولاد مین منتقل ہو جائیگا -)

انتقال جوہر اور صلاحیت کے قاعدہ کی پیروی
غریب امیر اور ادنیٰ اعلیٰ سب آدمی کر سکتے ہین - ہر ایک
آدمی کو ایک کاشتکار سے لیکر بادشاہ تک اس قاعدہ
پر عمل کرنا چاہیئے -

کاشتکاری کے لیے بہی قابلیت چاہیئے اور ملک
پر حکمرانی کے لیے بہی کامل لیاقت درکار ہے - جوتے
بنانے والے کو بہی ایک خاص شعور و مذاق کی ضرورت
ہے اور شعر کہنے والے کو بہی ایک خاص مناسبت درکار ہے
بہرحال صلاحیت اور مناسبت نہو کسی کام مین کمال حاصل
نہین ہو سکتا -

موچی مین اگر ذاتی صلاحیت نہین ہے تو وہ

عمدہ جوتے تیار نہین کرسکیگا۔

شاعر مین اگر ذاتی جوہر نہین ہے تو وہ عمدہ شعر نہین کہہ سکیگا۔

یہ یاد رہے کہ اس قاعدہ پر عمل کرنے کے لئے اسبات کی کچھہ ضرورت نہین ہے کہ میان بیوی کو اوس خاص علم وفن کی مہارت ہو جسکی جوہر وصلاحیت کا منتقل کرنا اولاد مین مطلوب ہے۔ صرف اسیقدر کافی ہے کہ اوس خاص علم و فن مین اپنی طبیعت اور دل و دماغ کو مصروف رکھین۔ اور اوسکا تصور باندہین۔ اسی تصور مین خدا نے وہ اثر رکھا ہے جس سے بچہ مین اوس خاص علم وفن کی صلاحیت و مناسبت پیدا ہو جاتی ہے(۱)۔

(۱) حکیم شہاب الدین شیرازی نے اثر تصورات مین ایک عجیب و غریب رسالہ لکھا ہے جو صاحب عمل و اثر کے قائل نہ ہون اوس رسالہ کو ملاحظہ فرمائین تاکہ اونکا اطمینان ہو جاے اگر وہ رسالہ نہ ملے یا عربی زبان سے ناواقف ہون تو انگریزی رسالے جو اثر تصور کی بابت آج کل شایع ہوے ہین اون سے اپنا اطمینان کرین

آپ ہمارے اس قاعدہ پر عمل کر کے دیکھیے کیا کیا فایدے حاصل ہوتے ہین اور کیسی نیک نداق اور ذی لیاقت بچے پیدا ہوتے ہین۔

یہ قاعدہ علم ابدان سے نکالا گیا ہے اور بالکل مطابق قانون قدرت کے ہے اسمین ذرا بھی مبالغہ نہین ہے۔

انتقال جوہر صلاحیت کے قاعدہ کے بیان کے ساتھ ہم انتقال خوبصورتی اور خوش سیرتی کا ذکر بھی کرتے ہین۔

جسطرح اولاد مین صلاحیت منتقل ہوتی ہے اوسیطرح خوبصورتی بھی آسکتی ہے انتقال خوبصورتی کے لیے یہ ضرور ہے کہ خوابگاہ کی دیوارون پر خوبصورت تصویرین لگاوین اگر زیادہ تصویرین خرید کرنے کی استطاعت نہ ہو تو صرف ایک خوبصورت تصویر خرید لین اور اوسکو حمل کی تیاری کے زمانہ اور زمانہ حمل مین دیکھا کرین اور اوس خوبصورت تصویر کا تصور باندھین پس اس تصور مین حمل قرار پاکر جو بچہ

پیدا ہوگا وہ ضرور اس خوبصورت تصویر کے مشابہ ہوگا

یہہ قصہ قابل سماعت ہی کہ ایک شخص کے کمرہ مین ایک تصویر لگی ہوی تہی اوس شخص کے ایک دوست نے جو اتفاقاً اوس کمرہ مین چلا آیا اور اوسوقت اوس شخص کا بچہ بہی بیٹہا تہا اوس دوست نے کہا کہ یہ تصویر آپ کے بچہ کی نہین معلوم کس نے کہینچی ہے خوب کہینچی ہی اوس شخص نے جواب دیا کہ نہین یہ تصویر میرے بچہ کی نہین ہے بلکہ میرا بچہ اس تصویر کی مشابہ ہی۔ اسپر اوس دوست نے پوچہا کہ یہ کیا کہہ رہے ہو؟ پہر اوس شخص نے یہ جواب دیا کہ میری بیوی حمل کی زمانہ مین اس تصویر کو دیکہا کرتی تہی اور نہایت محبت سی اوسکو ملاحظہ فرماتی تہی اور جب یہ میرا بچہ جو اسوقت بیٹہا ہی پیدا ہوا تو اسمین شباہت اور شکل و شمائل اس تصویر کی موجود تہی۔

یہ انتقال خوبصورتی کا قاعدہ مدت سی چلا آتا ہے زمانہ دراز سی لوگ اس قاعدہ کو مانتے آئے ہین صدہا آدمیون نے

اسپر عمل کیا ہی اور تجربہ کرکے دیکہا ہے اور ٹہیک نتیجہ پایا ہی۔

عورت حمل کی زمانہ مین جس کسی شخص کی صورت کو محبت و پیار سی دیکہی گی اوسی صورت وشکل کا بچہ پیدا ہوگا اگر خود اپنی شوہر کی صورت کو محبت و پیار سے دیکہا کرے گی تو بچہ اپنے باپ کی صورت وشکل کا پیدا ہوگا۔

اب ہم انتقال خوش سیرتی کا بیان لکہتے ہین۔

یہ ظاہر ہے کہ جسطرح موروثی بیماری کا اثر اولاد مین آتا ہی اوسیطرح مان باپ کے خیالات اور اخلاق اور اوصاف بچون مین منتقل ہوتے ہین پس ضرور ہے کہ میان بیوی حمل کی تیاری کے زمانہ اور زمانہ حمل مین اپنے اخلاق کو درست رکہین مطلق جہوٹ نہ بولا کرین رفتار و گفتار اور کردار مین راستبازی اختیار کرین بری عادتون کو ترک کردین عمدہ چال چلین اختیار کرلین عمدہ اخلاق کی کتابین پڑہا کرین بے اعتدالی اور سیاہ کار

کو چھوڑ دین - خوش مزاجی کو کام فرمائین جھگڑے
و تکرار اور کدورت کی باتون سے پرہیز کرین اور محبت و اتفاق
سے رہا کرین اس اثنا مین حمل قرار پاکر جو بچہ پیدا ہوگا
وہ نہایت نیک سیرت اور خوش خلاق پیدا ہوگا۔

آخر مین ہم اور اسقدر عرض کرنے کی معافی چاہتے
ہین کہ جن صاحبون کو اس قاعدہ پر عمل کرنا منظور ہو تو
چاہیے کہ وہ اپنی زندگی پاکدامنی کے ساتھہ بسر کرین
پاکدامنی کے ساتھہ زندگی بسر کرنے سے اس قاعدہ
کو عمل کرنے مین بڑی کامیابی حاصل ہوگی -

بارہوین فصل

حمل قرار پانیکی لئے کونسا موسم و فصل بہتر ہے

حمل قرار پانیکے لئے کسی موسم اور فصل کا مقرر کرنا خصوصًا سرد ملکون مین نہایت ضرور ہی۔ آخر فصل خریف یعنے ماہ آگسٹ یا سپٹمبر مین اگر حمل قرار پاویگا تو بچہ ٹھیک موسم بہار مین پیدا ہوگا۔

موسم بہار مین بچہ پیدا ہونے سے سرد ملکون مین بڑا فایدہ یہ ہی کہ بچہ کو ہر روز نہلا دہلا کر ہوا کھلانے کے لئے باہر لیجا سکتی ہین اور یہ بات بچہ کی حفظ صحت کی لئے نہایت ضروری ہے۔ اور فصلون اور موسمون مین یہ بات حاصل نہ ہوسکیگی کیون کہ کہین برف باری ہے کہین شبنم

کا زور ہی کہین نہایت سرد ہوا ناقابل برداشت چلتی ہی
ایسی حالت مین بچہ کو ہر روز ہوا کہلانے کے لئے باہر
لیجانا خطرناک ہی۔ سرد ملکون مین موسم بہار کی ہوا بچون اور
بڑون کی طبیعت کے موافق ہوتی ہے۔

موسم بہار مین آسمان صاف رہتا ہے۔ چارون طرف
جسطرف دیکھی درختون پر پہول شاخون کی گہوارے مین
خوش گوار ہوا کی آغوش مین جہول رہی ہین۔ ہر طرف
سبزی تر و تازہ نظر آتی ہے ہر چیز جوبن اور بہار پر رہتی ہی
جب ایسی موسم بہار مین بچہ پید[illegible]گا تو ضرور صحت و تندرستی
کی ساتھہ اوسکی نشو و نما مین بہ[illegible] افزون ترقی ہوگی۔
اگر بچہ فصل آلی مین [illegible] دگا تو بارش اور برف باری
کی وجہ سی ہمیشہ اوسکو گ[illegible] اندر رکہنا پڑے گا اور ایسے
گہرون مین جہان [illegible] ہوا کی آمد و رفت کا انتظام نہ ہو بچہ
کی [illegible] [illegible]ت و تندرستی مین فرق آجاتا ہی
اسکی بعد ہم یہ بیان کرینگے کہ حمل قرار پانے کے لئے

کون وقت اچھا ہے دن یا رات اگر دن مناسب ہے
تو دن کو کے بجے اور اگر رات مناسب ہے تو رات کو کے بجے
غرض کس وقت حمل قرار پاوے تو مناسب ہے علم ابدان
سے ثابت ہوا ہے کہ رات کو وقت جو حمل قرار پاتے ہین
ضعیف و ناتوان بچے پیدا ہوتے ہین اور دن کو وقت
جو حمل قرار پاتے ہین صحیح و تندرست اور طاقت مند بچے پیدا
ہوتے ہین اسکی وجہ علم ابدان نے یہ بتائی ہے کہ مرد
محنت و مزدوری کرکے شام کو تھکے ماندے گھر مین آتے
ہین اسوجہ سے اون کی قوت و طاقت مین کسیقدر کمی رہتی
ہے اور رات کو نیند لینے سے صبح کو وہ تکان و کسلمندی جاتی
رہتی ہے اور مرد تازہ دم ہوجاتے ہین اسیطرح دوپہر تک
اون کی قوت بڑہتی جاتی ہے ۔ پس حمل قرار پانے کے
لئے دن کو دس گیارہ بجے اچھا وقت ہے گیارہ بجے دن کے
اگر حمل قرار پاویگا تو بچہ طاقت مند ہوگا۔(۱)

(۱) یہان اصل مصنف کتاب نے وقت مقرر کرنے مین دس گیارہ بجے کی قید

یہہ غلط فہمی ہے کہ اکثر رات کو وقت مقاربت کیجاتی ہے رات کی تاریکی مین حمل کا قرار پانا مناسب نہین ہے بلکہ دن اور روز روشن مین حمل قرار پانا چاہئے۔

گہر کے کمرون خوابگاہ کے لئے سب سے بڑے وسیع کمرے کو انتخاب کرنا چاہئے اور خوابگاہ مین تازہ ہوا کی آمدورفت کا پورا انتظام کر دینا ضرور ہے دریچے اور روشن دان نہ ہون تو بنوانے چاہئین اور ہر روز دریچون اور روشن دانون کو کہول دینا ضرور ہے تاکہ تازہ ہوا خوابگاہ مین اچہی طرح آیا کرے اور آفتاب کی روشنی اچہی طرح داخل ہوا کرے۔ ایسی خوابگاہ مین اگر گیارہ بجے دن کے حمل قرار پاکا

+ لگانے مین مبالغہ کیا ہے عمدہ قاعدہ وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ پچہلی رات کو مقاربت کرنی چاہیے کیونکہ اسوقت غذا بہی ہضم ہو جاتی ہے اور کسل بہی جاتا رہتا ہے اور نہ بہوک ہوتی ہے نہ پیٹ بہرا ہوا ہوتا ہے چنانچہ قوی کو سکون و اعتدال ہوتا ہے ایسے وقت اگر حمل رہیگا تو اولاد صحیح المزاج اور عقلمند اور قوی پیدا ہوگی اور اوسکی عمر دراز ہوگی بیماری کا اثر کم ہوگا۔

تو بالضرور توانا اور طاقتور بچہ پیدا ہوگا۔

اس موقع پر ہم اسبابت کو بیان کر دینا مناسب جانتے ہین کہ آیا ابتک قانون قدرت سے کوئی ایسا ہی قاعدہ معلوم ہوا ہے جسپر عمل کرنے سے ہمیشہ لڑکا ہی پیدا ہوا کرے یا ہمیشہ لڑکی ہی پیدا ہوا کرے اسمین کچھ شک نہین ہے کہ ہر بات کے لئے خدا نے ایک قاعدہ مقرر کر رکھا ہے لیکن کروڑہا قاعدے قانون قدرت کے متعلق ابتک نہین کھلے اور انسان کو معلوم نہین ہوے ہین اسیطرح یہ قاعدہ بھی ابتک کامل طور پر نہین کھلا جہانتک علم ابدان کے ذریعہ سے تحقیقات ہوئی ہے وہ ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

بعض محقق یہ بتاتے ہین کہ اگر میان بیوی دونون جوان ہون اور غیر متناسب عمر کے نہ ہون تو ان کے اکثر بیٹے پیدا ہون گے۔

اگر میان بڈہا اور بیوی جوان ہو تو اکثر بٹیان پیدا ہونگی

بعض محقق یہ فرماتے ہین کہ میان بیوی کے قوت ارادہ پر بیٹا یا بیٹی کا پیدا ہونا منحصر ہے مثلاً میان بیوی ملکر اسبات کی آرزو اور دلی خواہش کرین کہ ہمارے بیٹی پیدا ہو اور اپنی اس خواہش وارادہ کا تصور باندھین اگر اس تصور کی حالت مین حمل قرار پاکر جو بچہ پیدا ہوگا وہ ضرور بیٹی ہوگی۔ قوت تصور مین بہت بڑی بڑی تاثیرات موجود ہین۔ لیکن اس قوت تصور وارادہ کو ترقی دینا اور بڑہانا ہر کس وناکس کا کام نہین ہے۔

بعض محقق یہ کہتے ہین کہ جو حمل ایام معمولی کے بند ہوتی ہی چار یا پانچ دن کے اندر قرار پاوے گا تو بالضرور بیٹی پیدا ہوگی اور جو حمل معمولی کے بند ہونے کے پانچ چھہ دن کے بعد قرار پاوے گا تو بالضرور بیٹا پیدا ہوگا۔

الحاصل اس مسئلہ کی تحقیقات سرگرمی سے جاری ہے لیکن ابتک کامل طور سے یہ عقدہ حل نہین

ہوا۔ اور ابھی تک اس تحقیقات مین پوری کامیابی
حاصل نہین ہوئی

تیرہوین فصل

حمل کے زمانہ مین عورت کو کسطرح زندگی بسر کرنی چاہئے

یہہ ظاہر ہے کہ بچہ زمانہ حمل مین نو مہینے اپنے مان ہی کی خون سے پرورش پاتا ہے اور اسی خون کی ذریعہ سے مان کے خیالات خصائل اور اخلاق اور اوصاف بچہ مین منتقل ہوتے ہین اسی بنا پر یہ کہا جاتا ہے کہ فلان شخص شریف خون کا ہے غرض مان کی خونکا اثر عالم حمل مین کامل طور پر بچہ مین آتا ہے بچہ کا جسم اسی خون سے بڑہتا اور پھیلتا ہے شرافت اور کمینہ پن اسی خون کی بدولت بچہ مین منتقل ہوتا ہے بچہ کا نیک اخلاق اور بداخلاق ہونا اسی خون پر موقوف ہے

جب یہ بات ہی تو عورت کو چاہئے حمل کے زمانہ مین اپنے خیالات وخصائل واخلاق واوصاف کو عمدہ حالت مین رکھے اور پاکدامنی کے ساتھہ زندگی بسر کرے شرابون اور دیگر منشیّات اور گرم غذاؤن کی کثرت استعمال سے پرہیز کرے)۔

عورت عالم حمل مین جو غذا کھاتی ہے اور اوس سے جو خون بنتا ہی وہ بچہ کی غذا ہوتا ہے یہی خون بچہ کے اعصاب اور دل و دماغ ومعدہ وجگر وغیرہ کو طاقت وقوت بخشتا ہی۔

ایک حکیم نے لکھا ہی کہ حمل کے زمانہ مین جیسے عورت کے اخلاق اوصاف ہون گے ویسی ہی اوصاف واخلاق کا بچہ ہوگا۔ اگر عورت عالم حمل مین غصہ ناک رہے گی تو اوسکا اثر بچہ مین خون کے ذریعہ سے آئے گا اور اوسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ بچہ بھی مغلوب الغضب ہوگا اور اگر عورت عالم حمل مین خوش فراج وخوش خلق رہیگی تو بچہ بھی خوش

مزاج اور خوش خلق ہوگا۔

ایک محقق نے لکھا ہے کہ حمل کے زمانہ مین عورت کو چاہیے کہ نباتات اور فواکہات زیادہ کہایا کرے۔ گوشت انڈے مچھلی اور گرم غذا کے کثرت استعمال پرہیز کرے۔

فواکہات مین اگر عورت سیب انگور انجیر اور بہی کہانا چاہے تو ضرور ہے کہ ان میوون کو پوست سمیت کہاے اکثر حاملہ عورت کو قبض کی شکایت رہتی ہے اگر یہ میوے پوست سمیت کہاے جائینگے تو قبض کی شکایت رفع ہوجائیگی

عورتون مین یہ خیال عام پسند ہوگیا ہے کہ زمانہ حمل مین زاید از معمول غذا کہانی چاہیے لیکن یہ خیال غلط ہے کہ عورت کو عالم حمل مین بہت نہ کہانا چاہیے بلکہ بسیار خواری سے پرہیز کرنا چاہیے بعض نادان عورتون کو حمل کے زمانہ مین مٹی یا کہری یا چاک یا کچے چیز کھانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اگر ان کو پوری صحت اور تندرستی حاصل ہو تو ہرگز ایسی حماقت آمیز خواہش پیدا نہ ہوگی۔

دوسرے عورت کو حمل کے زمانہ مین تازہ ہوا کہانیکا شوق ہونا چاہیئے گھر مین تازہ ہوا کی آمد ورفت کا پورا انتظام کر دینا چاہیئے خاصکر خوابگاہ مین - اور آفتاب کی روشنی کی آنیکا پورا بندوبست کر لینا چاہیئے مطلب یہ ہے کہ دریچے اور روشن دان کو کہولدینا چاہیئے اور اون کو ہمیشہ بند نہین رکھنا چاہیئے -

آفتاب کی روشنی اور ہوا مین جو بیج بویا جاتا ہے وہ بڑے زور سے نشو ونما پاتا ہے اوسکا درخت بہت سرسبزی کے ساتھہ بڑہتا اور پھیلتا ہے اور جو بیج تاریکی مین اور ایسی جگہہ جہان ہوا کی آمد ورفت نہین ہوتی ہے یا کم ہوتی ہے بویا جاتا ہے تو وہ اچھی طرح سرسبزی کے ساتھہ نشو ونما نہین پاتا نہ اسکے درخت کے پتون مین سرسبزی ہوگی اور نہ پہل پہول مین شادابی ہوگی -

یہی کیفیت بچہ کی ہوگی اگر عورت زمانہ حمل مین تازہ ہوا اور آفتاب کی روشنی مین زندگی بسر کرے گی تو بچہ بھی

روشن دماغ اور صحیح وتندرست پیدا ہوگا اور اگر عورت زمانہ حمل مین تاریکی اور ایسے گھر مین جہان تازہ ہوا کی آمد ورفت کے لیے جگہہ نہین زندگی بسر کرے گی تو بچہ بھی تاریک دماغ بدمزاج اور کمزور اور ناتوان پیدا ہوگا اور ظاہر ہے کہ ایسے بچہ سے بجاے خوشی کے تکلیف ومصیبت اٹھانی پڑے گی۔

تیسرے عورت کو حمل کے زمانہ مین ہر روز بلاناغہ نہانا چاہیے اور غسل سے فارغ ہونے کے بعد دہوپ مین بیٹھکر اپنے بال اور جسم کو سکھلانا چاہیے (۱) اور تازہ ہوا مین اچھی طرح دم لینا چاہیے۔

چوتھے عورت کو حمل کے زمانہ مین تنگ لباس کے پہننے سے پرہیز کرنا چاہیے جیسے کمر باندہنے اور تنگ پایجامون

(۱) گرم ملکون اور گرم موسم مین تیزی آفتاب کے وقت دہوپ مین زیادہ بیٹھنا مضر ہے رنگ سیاہ ہوجاتا ہے دماغ ضعیف ہوجاتا ہے ایسے ملک اور موسم مین بالون کو تولیہ سے جلد خشک کرنا چاہیے اور سایہ مین بیٹھکر خوب ہوا کہانی چاہیے۔

کا پہننا ترک کر دینا چاہیئے۔

پانچوین عورت کو حمل کے زمانہ مین خوب سونا چاہیئے شب کو اول وقت سو جانا چاہیئے اور اپنی خوابگاہ کو بہت صاف رکھنا چاہیئے دریچے اور روشندان سوتے وقت بالکل کہولدینا چاہیئین ۔

چھٹے عورت کو حمل کے زمانہ مین صبح و شام چہل قدمی اور مشی کرنا چاہیئے اپنے شوہر کے ساتھ کسی باغ مین جا کر چلنا پھرنا چاہیئے مگر اسقدر چہل قدمی کرنی چاہیئے کہ جس سی تکان اور کسل پیدا نہ ہو۔ اگر زیادہ چہل قدمی سی طبیعت پر بار ہوگا تو ایسی چہل قدمی سے کچھ فایدہ نہ ہوگا اس چہل قدمی کا بڑا فایدہ یہ ہے کہ عورت کا پوری صحت و تندرستی قایم رہے گی اور اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ زچگی کے وقت زیادہ تکلیف نہ ہوگی اور بہ آسانی بچہ پیدا ہوگا

ساتوین عورت کو حمل کے زمانہ مین اپنی تمام بری عادتون کو چھوڑ دینا چاہیئے اگر افیون کہانے کی عادت

ہو تو اوسکو ترک کرنا چاہیئے۔ جھوٹ بولنے کی عادت
ہو تو اوسکو چھوڑنا چاہیئے غرض جو جو بُری عادتین ہون اونکو
ترک کردینا چاہیے۔

آٹھوین عورت کو حمل کے زمانہ مین مقاربت سے بالکل پرہیز
کرنا چاہیے یہ ایک ایسا اصول ٹھیک قانون قدرت کے
مطابق ہے جسپر حیوان تک عمل کرتے ہین حمل کے زمانہ
مین مقاربت سے پرہیز کرتے ہین دیکھو گائے یا بکری یا کُتیا
یا بلّی جب گابن ہو جاتی ہے تو پھر کسی بیل یا بکرے یا کُتے
یا بلّے کو اپنے پاس تک نہین آنے دیتی ہے۔ انسان تو اشرف المخلوقات
ہے اوسکو ہرگز یہ زیبا نہین ہے کہ قانون قدرت کے خلاف
کرے۔ جو شخص عورت کے ساتھ زمانہ حمل مین مقاربت
کرتا ہو وہ حیوان سے بدتر ہے۔ اسمین اول تو یہ نقصان
ہے کہ بچہ ناتوان کمزور پیدا ہوتا ہے دوسرے اوس
بچے کے خمیر مین خواہش بد نفس پرستی کی پیدا ہو جاتی
ہے پھر تا اوسکو علم پڑہائے تعلیم و تربیت کیجیے اوسکی

سرشت مین جو مادہ پیدایشی موجود ہوجاتا ہے وہ ہرگز زائل نہین ہوسکتا ہے

نوین عورت کو حمل کے زمانہ مین انتقال جوہر وصلاحیت کی قاعدہ پر جسکا مفصل بیان گیارہوین فصل مین کیا گیا ہی پورے طور پر عمل کرنا چاہیئے۔

دسوین عورت کو حمل کے زمانہ مین کسی بات کا غم ورنج اور فکر وتردد نہ کرنا چاہیئے حاملہ عورت کے لیے غم اور فکر کی بیماری سخت نقصان رسان ہے۔ بڑا نقصان تو یہہ ہی کہ بچہ خوش مزاج نہ ہوگا اکثر عورتون مین یہ عادت ہوتی ہے کہ ذراسی بات پر غم اور فکر مین خود بخود مبتلا ہوجاتی ہین۔ عورتون کو یہ سمجھہ لینا چاہیئے کہ بغیر خدا کی مرضی کے کوی بات نہین ہوتی ہر حال مین راضی برضائے الہی رہنا چاہیے۔ جو عورتین خدا پر بہروسہ کرتی ہین وہ ہر حال مین خوش مزاج رہتی ہین اور قواعد صبر وشکر پر عمل کر کے غم وغصہ سے اپنے آپ کو اور اپنی پیٹ کی بچے کو بچاتے ہین

اگر کسی صاحب کو انتقال جوہر و صلاحیت کی قاعدہ پر عمل
کرنے سے جو فایدہ حاصل ہوتا ہی اوسمین شک وشبہہ پیدا
ہو تو ہم اون صاحب کی ملاحظہ کے لئے چند تاریخی واقعات
ذیل مین درج کرتے ہین امید ہی کہ ان واقعات کے
ملاحظہ کی بعد اونکا شبہہ جاتا رہیگا۔

امریکا کی ملک مین ایک صاحب تھی جو علم موسیقی
کی بڑے شایق تھے اور سماع اور راگ سے بڑی محبت رکھتے تھے
ایک اشراف بی بی کے ساتھہ شادی کی۔ اس بی بی کو علم
موسیقی مین بالکل دخل نہ تھا شادی کے بعد دو تین بچے
پیدا ہوے لیکن ان صاحب کو اپنی بیوی بچون سے
کبھی خوشی حاصل نہین ہوتی تھی بیوی بچون سے ہمیشہ
شاکی رہتے تھے کہ تمہین گانا نہین آتا تم کس کام کے ہو۔
میرا خیال یہ ہی کہ جس انسان کو علم موسیقی مین دخل نہین ہے
اور گانا نہین آتا وہ انسان ہی نہین ہے جب اوس اشراف
بی بی نے یہ جان لیا کہ میرے شوہر کو علم موسیقی اور گانے

سے نہایت محبت ہے تو اوس بی بی نے ایک پیانو
خرید کیا اور اوسکو بجانے لگی اور اپنی آواز کو پیانو کے
ساتھ ملانے لگین اس اثنا مین وہ بی بی حاملہ بھی ہوگئی
عالم حمل مین بھی وہ بی بی گا لی بجالی تھی نو مہینے کے
بعد بچہ پیدا ہوا جو اب تک زندہ ہے جب یہ لڑکا بڑا ہوا
تو اوسکو علم موسیقی کے ساتھ ایک خاص مذاق اور مناسبت
تھی اب یہہ علم موسیقی مین اس درجہ کے کمال کو پہونچا ہے
اگر تان سین ہوتا تو اسکی غلامی کو اپنا فخر سمجھتا اسکو
علم موسیقی مین ایسا کمال حاصل ہوگیا ہے کہ اس نے بہت
سے نئے باجے ایجاد کئے ہین بڑے بڑے علم موسیقی کے
جاننے والون کو اسکے سامنے گاتے اور بجاتے ہوئے شرم
آتی ہے اگر ہندوستان کا استاد بیجو باورا آج کل ہوتا
تو اوسکے سامنے اپنا کان پکڑتا اور اب یہ اُنکا مدرسہ مین علم موسیقی
کا پروفیسر ہوگیا ہے۔ اب غور کیجئے کہ انتقال جوہر و صلاحیت
کا قاعدہ صحیح ہے یا نہین۔ اوس بی بی نے صرف اپنے شوہر کو

خوش کرنے کے لئے گانا بجانا شروع کیا تھا اور بچہ
مین علم موسیقی کی ساتھ ایک خاص مذاق کی جو ہرا ور نیز صلاحیت
پیدا ہو گئی ۔

اور سنئی فرانس مین ایک لوہار نے ایک بڑے
کارخانہ مین نوکر تھا ایک دخانی انجن کا بنانا شروع کیا
اوس انجن کے بنانے مین دن رات وہ مصروف رہتا
تھا اور بڑی محنت اور شوق سے کام کرتا تھا اور اس انجن
کی تیاری مین عمدہ کامیابی حاصل کرنا چاہتا تھا ۔ اوسکی
بی بی جو کہ اسوقت حاملہ تھی اوس انجن کا نقشہ دیکھا کرتی
تھی اور اپنے شوہر کے کام مین خود بھی مدد کرتی تھی اور انجن کے
کلوں اور پرزون کے عمل کو سمجھا کرتی تھی اسکے بطن سے
لڑکی پیدا ہوئی جو اب تک زندہ ہے اس لڑکی کا حال یہ ہے
کہ فن حدادی اور نجاری اور انجنیرنگ کی ساتھ اوسکو
ایک خاص مذاق ہے ۔ انجنیرنگ کی طرف اسکی طبیعت زیادہ
مائل اور رسا ہے اور گھر کے کامون کیطرف مثلاً سینا پرونا

گھر کے کاروبار چلانے کا مطلق شوق نہین ہے نہ رغبت ہے۔

اور سنئے ایک صاحب نے جو جرمنی مین اب موجود ہین اور جنکو شعر کہنے کا بڑا شوق ہے ایک تعلیم یافتہ بی بی کے ساتھہ شادی کی۔ ان صاحب نے ایک نئی دیوان کہ جسمین عمدہ عمدہ شعر مین خرید کیا اور گھر لاتے ہے وہ روز اوسکو پڑہا کرتے تھے اوس تعلیم یافتہ بیبی کو اوس دیوان کی پڑہنے کا شوق ہوگیا ہر روز اوسکو پڑہا کرتی تھی اور جو کوئی شعر سمجھہ مین نہین آتا تہا تو اوسکا مطلب اپنے شوہر سے پوچھا کرتی تھی اسی اثنا مین حمل قرار پایا اور عالم حمل مین بھی وہ بے بے ادبی دیوان کو پڑہا کرتی تھی نو مہینے کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوی جو اب تک زندہ ہی (خدا اوسکی عمر اور دراز کرے) اس لڑکی کی کیفیت یہ ہی کہ کیسا ہی مشکل شعر اوسکی روبرو پڑہا جاے وہ اوسکی باریک و دقیق مضمون کو خوب سمجھہ لیتی ہے اور

خوب داد دیتی ہی غرض بڑی شعر فہم اور نکتہ سنج و سخن
سنج ہی خدا نے اوسکو شعر فہمی کا ملکہ و جوہر عطا فرمایا ہے
آج کل خود بھی شعر کہتی ہی اور اسکے شعر ایسے عمدہ اور
دلچسپ اور مطلب خیز ہوتے ہین کہ بڑے بڑے نکتہ سنج شاعر
سنکر پھڑک جاتے ہین۔

نپولین بونا پارٹ کی یہی کیفیت ہوی نپولین کی
مان جب حمل سے تہین تو وہ اپنے شوہر کے ساتھ جنگ و جدال
رہی تہین عالم حمل مین اکثر اوقات گھوڑے پر سوار ہوتین
اور جنگ کی تکلیفین اسقدر اٹھائین کہ رفتہ رفتہ وہ خوف
جو جنگ و جدال مین پیدا ہوتا ہی اس بے بے کے دل سے
رفع دفع ہوگیا یہانتک کہ جنگ و جدال اسکے سامنے مثل
تماشے کے ہوگیا اس اثنا مین نپولین بونا پارٹ پیدا ہوا
اور اسکا حال یہ ہوا کہ وہ ہمیشہ جنگ ہی کی طرف راغب رہا
رزم کو بزم سے بہتر سمجھتا تہا جنگ کرنے سے نپولین بونا پارٹ
کو بڑی خوشی ہوتی تہی چنانچہ اس نے اپنی تمام عمر کو

جنگ و جدال ہی مین صرف کیا۔)

جناب نواب انتصار جنگ بہادر مولوی مشتاق حسین صاحب

نے نیولین بوناپارٹ کی لیئف لکھی ہے اوسکے ملاحظہ سے معلوم ہو جائے گا کہ نیولین کو کس امر مین ایک خاص مذاق و مناسبت تھی۔ مولوی صاحب موصوف نے نیولین کی تعلیم اور بچپن کی حالات مین یہ لکھا ہے کہ نیولین اپنے کہلونون مین جسکو سب سے زیادہ عزیز رکھتا تھا وہ ایک برنجی توپ تھی۔ نیولین نہایت سرکش اور نڈر تھا کسی چیز سے خایف و پریشان نہین ہوتا تھا بڑا جھگڑالو اور شریر تہا۔ اور اسکو فن سپہ گری سے ایک خاص مناسبت تھی اور اسیوجہ اوسکو فن سپہ گری کی ایک جنگی مدرسہ مین داخل کرایا گیا تھا۔ نیولین نے زبانون اور علم انشا کی تحصیل مین گو توجہ کی لیکن اون علوم مین جو فن سپہ گری سے متعلق تھے اوس نے کامل دستگاہ حاصل کی اور اسی مین شہرہ آفاق ہوا۔

(۱) سوانح عمری۔

نپولین کی مدرسہ کی قرب وجوار مین کسی موقع پر کوئی میلا اور تماشا ہونے والا تہا اور نپولین یہ چاہتا تھا کہ اپنے ہم جولیون سمیت اوس میلے کے تماشے مین شریک ہو لیکن مدرسہ کی اوستادون نے اوسکو ایسا کرنے سے روک دیا تھا تاہم نپولین نے اپنی لیاقت اور سپہ گری کی ہنر سے باغ کی دیوار مین اسطرح پر پوشیدہ سرنگ لگائی اور اپنے ساتھیون سمیت صاف نکل گیا کہ مدرسہ کے محافظ اور ناظر بہی اوسکو اس کام سے حیران رہ گئے۔

نپولین کی لائیف کی پڑہنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نپولین مین جنگ اور سپہ گری کا ایک خاص مذاق اور مناسبت پیدائشی موجود تھی۔

اور سنئے ملک فرانس مین دو عورتین رہتی تہین دونون مختلف المزاج تھین دونون نے شادی کی اور دونون کے بچے ہوئے یہ بچے اپنی مان کی مزاج وخصلت پر گئے ان عورتون مین ایک عورت کاہل اور سست تھی خاصکر دنیا

محنت مطلق نہین کرلی تہی - اوسکو پڑہنے لکہنے سے
مطلق شوق نہ تہا لیکن سینے پرونے اور کہانے پکانے
مین مشاق و طاق تہی اسکے لڑکیان بہی اسیطرح ہوئین
کہ لکہنے پڑہنے مین جی نہین لگتا تہا پڑہنے کے نام سے
کوسون بہاگتی تہین لیکن ان لڑکیون کی طبیعت سینے
پرونے مین خوب لگتی تہی -

دوسری عورت کو لکہنے پڑہنے کا بہت شوق
تھا ہمیشہ اخبار و کتب بینی مین اپنے وقت کو گذارتی
تھی اسکی لڑکیون کا بہی یہی حال تھا کہ ان کو لکہنے پڑہنے
سے ازبس شوق اور سینے پرونے سے بے حد طبعی نفرت
تھی۔(۱)

عورت کو حمل کے زمانہ مین چاہئے کہ بات بات پر اپنے
شوہر سے جہگڑا نہ کیا کرے اگر جہگڑا کرتی رہے گی تو
بچہ ضدی اور بدمزاج پیدا ہوگا -

(۱) اسی بنیاد پر ہند مین یہ ایک پرانی مثل مشہور ہے جیسی ماں ویسی جائی

یہہ قصہ سننی کی قابل ہی کہ ایک عورت نے

عالم حمل مین اپنی شوہر سے کسی بات مین جھگڑا کیا تہا

اور اپنی شوہر سے بات چیت کرنا چھوڑ دیا تہا اس اثنا

مین ایک لڑکی پیدا ہوی اور وہ جب چار برس کی

ہوی اور بولنے لگی تو دوسرون سے تو اچھی طرح بات

چیت کرتی تہی لیکن اپنی باپ سی نہین بولتی تہی - اور اوس

سی بات چیت کرنے مین عار رکھتی تہی -

عورت کو حمل کے زمانہ مین جھوٹ سی بہت ہی پرہیز

کرنا چاہیئے ورنہ جھوٹ بولنے کی بیماری بچہ مین پوری

طور پر منتقل ہو جائے گی جھوٹ بولنے مین بچہ ماں کی نقل

مطابق اصل ہوگا -

ایک سچا قصہ اور سنئے کہ ایک لڑکے

نے ایک مدرسہ مین انگریزی پڑہ رہا تھا کسی بات مین

اپنی اوستاد کے روبرو جھوٹ بولا اور اوستاد نے

لڑکے کو جھوٹ بولنے کی سزا دی جب یہ لڑکا گھر

آیا تو اپنی ماں سے پوچھنے لگا کہ اماجان آپ سچ
بتائیے کہ کبھی آپ نے میرے پیدا ہونے سے پہلے
جبکہ میں آپ کے پیٹ میں تھا کسی سے جھوٹ بات
کہی تھی؟ ماں تھوڑی دیر عالم سکوت میں متحیر بیٹھی
رہی اور پھر یہ جواب دیا کہ بیٹا مجھکو یاد نہیں پڑتا
کہ حمل کے زمانہ مین کسی سے جھوٹ بات کہنے کا اتفاق
ہوا ہو اوس لڑکے نے نہایت صفائی کے ساتھ
جواب دیا کہ ضرور آپ کو عالم حمل مین جھوٹ
بولنے کا اتفاق ہوا ہوگا کیونکہ آج مین نے اپنے اوستاد
کے روبرو جھوٹ بولا اور اسکی سزا پائی اور مین نے
ایک کتاب مین لکھا دیکھا ہے کہ اگر کوئی عورت حمل کے
زمانہ مین جھوٹ بولتی ہے تو بچہ مین بھی اوسکا اثر آتا
ہی اور اوس بچہ کو جھوٹ بولنے کی رغبت
ہوتی ہے۔

فصل
چودہوین فصل

دودہ پلانیکے زمانیمین عورتکو زندگی
کسطرح بسر کرنی چاہیئے

جسطرح حمل کے زمانہ مین عورت کے خیالات و اخلاق اور اوصاف بچہ مین منتقل ہوتے ہین اسیطرح رضاعت کے زمانہ مین بھی بذریعہ دودہ کے جو دراصل عورت کے خون سے بنتا ہے بچہ مین اثر آجاتا ہے۔ اسلئے ضرور ہے کہ عورت کو رضاعت کے زمانہ مین بھی اوسیطرح زندگی بسر کرنی چاہیے جسطرح سے کہ حمل کے زمانہ مین زندگی بسر کرنیکے لئے تیرہوین فصل مین لکھا گیا ہے۔ رضاعت کے زمانہ مین بھی مثل حمل کے زمانہ کے عورت کو گرم غذاؤن اور شیرینیون

کی کثرت استعمال سی پرہیز کرنا چاہئیے نباتات اور فواکہات زیادہ کہانی چاہئین اور ہر روز بلا ناغہ غسل کرنا چاہئیے چہل قدمی کرنی چاہئیے باغ مین جاکر تازہ ہوا کہانی چاہیے اور پاکدامنی کے ساتھہ زندگی بسر کرنی چاہئیے بے اعتدالی سی بچنا چاہئیے۔ انتقال جوہر و صلاحیت کے قاعدہ پر عمل کرنا چاہئیے۔ عادات و اخلاق وخیالات کو درست رکہنا چاہئیے جہوٹ سے پرہیز کرنا چاہئیے۔ بشاش وخوش مزاج رہنا چاہئیے۔ غم اور فکر نہ کرنا چاہئیے۔

بعض صحیح وتندرست عورتین اپنی طاقت وقوت گھٹ جانیکی اندیشہ سے اور صحت مین فرق آنے کے خوف اپنے بچون کو دودہ نہین پلاتی ہین اور دودہ پلانے کے لئے انا(۱) کو نوکر رکہتی ہین ہم ایسی عورتون کو نادان عورتون مین شامل کرتے ہین ہمارا خیال یہ ہے کہ ان عورتون کو

(۱) انّا اناکہ کو بگاڑ کر بنایا گیا ہے اناکہ ترکی مین دودہ پلانی دالی کو کہتے ہین۔

غالباً بچون سے محبت ہی نہ ہوتی ہوگی اور اسیوجہ سے
ان مین دودہ پلانے کا شوق نہین ہوتا ہے۔ جو عورتین
دانشمند ہوتی ہین اور جنکو اپنے بچون سے دلی محبت
ہوتی ہے وہ ہرگز ایسا نہین کرتی ہین بلکہ خود دودہ
پلاتی ہین۔ یہہ ایک قدرتی بات ہیکہ اولاد کی جوشش محبت
سے دودہ پیدا ہوتا ہے اور خود بخود دودہ پلانے کو دل
چاہتا ہے۔ قانون قدرت کا بہی منشا یہی ہے کہ مان
اپنے بچون کو خود دودہ پلاوے بشرطیکہ وہ کسی موروثی
بیماری مین مبتلا نہ ہو جس عورت نے اس قانون قدرت
کی خلاف ورزی کی اوسکو اور اوسکے بچہ کو سزا ملی۔

اگر صحیح و تندرست عورت خود اپنے بچہ کو دودہ پلاے گی
تو ہرگز اوسکی صحت مین فرق نہ آویگا ہرگز اوسکی طاقت اور
قوت نہ گھٹیگی بلکہ دودہ پلانے مین بڑی خوشی حاصل
ہوگی اور اوس مسرت دلی کے اثر سے اوسکی صحت مین ترقی
ہوگی۔ اگر انّا نوکر رکھہ کر بچہ کو دودہ پلایا جاوے گا تو بڑا

نقصان یہہ ہوگا کہ عورت کی وہ ساری محنت کشی
جو حمل کی تیاری کی زمانہ مین حمل سے پہلی اور زمانہ حمل مین
انتقال جوہر و صلاحیت و اخلاق و اوصاف کی قاعدہ کی
پابندی مین عمل مین لائی گئی تہی اکارت جاے گی اور
رائیگان ہوجایگی کیونکہ اوس انا کی اخلاق و اوصاف
بہی بذریعہ دودہ کے بچہ مین آجاینگی (۱)

بعض لوگ دودہ کی اس اثر کو نہین مانتی ہین اور
یہ سمجھتی ہین کہ دودہ پلانے سے ہرگز دودہ پلانے والی کے
اخلاق و اوصاف بچہ مین منتقل نہین ہوتے ہین - یہ غلط فہمی
ہی کیونکہ اوسی عورت کی خون سے دودہ بنتا ہی جو دودہ
پلاتی ہے اور ہر قطرہ خون اوس عورت کی خیالات اور عادات
اور اوصاف سی مملو ہوتا ہے -

(۱) اسیواسطی ہمارے رسول خاتم المرسلین نی جو سب استادون کی استاد اور
سب حکیمون کی حکیم ہین یہ ارشاد فرمایا ہی کہ اے لوگو اپنی بچون کو بداخلاق احمق عورت
کا دودہ مت پلاؤ کہین اونکا اثر بچون مین نہ آجاے -

ہم نے دیکھا ہی کہ ایک عورت اپنے بچہ کو دودہ پلا
رہی تھی کسی بات مین اوس سی اور دوسری ایک عورت سی
جھگڑا ہو گیا وہ غیظ و غضب مین بھر گئی اور اوسی حالت غصہ
مین اوسکا بچہ دودہ پی رہا تھا کوئی پانچ منٹ ہی گذرے
تھی کہ یک بیک بچہ کو تشنج شروع ہوا اور بچہ قریب المرگ ہو گیا
علاج و معالجہ سی وہ بہ مشکل بچ گیا اگر موقع پر مناسب علاج
نہ ہوتا تو بچہ ضرور مرجاتا کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض
آدمی صرف غصہ کی غلبہ کی وجہ سے فوراً مرگئے ہین اس واقعہ
کے ملاحظہ کے بعد معلوم ہو گیا کہ اوس عورت کی غصہ کا اثر
بچہ مین منتقل ہوا تھا اور بچہ اوسکی برداشت نہ کر سکا اور اسی وجہ
سی تشنج کی بیماری مین مبتلا ہو گیا۔

ایک بڑی محقق نی لکھا ہے کہ دودہ کا اثر
بالضرور بچہ مین آتا ہی اور دودہ پلانے والی کی اخلاق
اور اوصاف بذریعہ دودہ کی بچہ مین منتقل ہوتی ہین۔

ایک حکیم نے لکھا ہی کہ عورت کو چاہئے دودہ

پلاتی وقت انتقال جوہر وصلاحیت کی قاعدہ پر زیادہ
عمل کرے اگر بچہ کو مدرس بنانا منظور ہو تو دودہ پلاتے
وقت کسی دوسرے بچے کو پڑہایا کرے اور اوسیوقت
درس وتدریس کو زیادہ کام مین لاے اس سے درس و
تدریس کی صلاحیت بچہ مین کامل طور پر پیدا ہو جاے گی

عورت کو چاہئے کہ رضاعت کی زمانہ مین بچہ کو
ایسا لباس پہنایا کرے جس سی بچہ سردی اور گرمی کو باسانی
برداشت کر سکی اور گرمی یا سردی کا اوسپر مضر اثر نہو
مگر تنگ لباس نہ پہنانا چاہئی کیونکہ اس سی خون کی دورہ مین
اور مسامات مین فرق آتا ہی۔

عورت کو چاہئے کہ رضاعت کی زمانہ مین بچہ کو اپنی
ہمراہ تازہ ہوا کھلانے کو لیجایا کرے اور ہر روز بلا ناغہ
نہلایا کرے۔

عورت کو چاہئے کہ رضاعت کی زمانہ مین بچہ کو ہفتہ
مین ایک مرتبہ کاسٹر آئل پلایا کرے تاکہ معدہ صاف رہے

خاتمہ پر ہم اپنے ہم ملک اور ہم وطن اور ہم قوم اور ہم شہر اور ہم محلہ اور ہم کفو صاحبون کو اس کتاب پر متوجہ کر کے کہتے ہین کہ اسپر عمل کرو

شعر

ہذا ولقد بلغت اقصاہ ۔ فاسعوا! وتوکلوا علی اللہ!

تمت بالخیر

کاتب میرزا علیجان شاگرد نواب علی صاحب خوشنویس

اِعلان

اس کتاب کا حق تالیف مالک مطبع نولکشور کو دیدیا گیا
ہر کوئی صاحب بلا اجازت مالک مطبع نولکشور کے اس
کتاب کو نہ چھاپیں ؂